

# معرفة الرسوم

مع

## ضياء البرهان في رسم القرآن

تأليف

استاذ القراء حضرت مولانا قارى

ابن ضياء محب الدين احمد صاحب رحمته الله

تصحيح وتبويب

قارى نجم الصبيح التهانوى

٢٢٣٣  
ح ب م

فريق البيه  
لاهور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب .....

← عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

← مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

← دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

### ☆ تنبیہ ☆

← کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

← ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

← نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

[kitabosunnat@gmail.com](mailto:kitabosunnat@gmail.com)

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

# معرفة الرسوم

مع

## ضياء البرهان في رسم القرآن

تأليف

استاذ القراء حضرت مولانا قاری  
ابن ضیاء محب الدین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تصمیم و تبویب

قاری نجم الصبیح التھانوی

www.KitaboSunnat.com

قرآنت اکیڈمی<sup>۷۵</sup> (R)

28 - الفضل مارکیٹ 17 - اُردو بازار لاہور

Ph.: 042 - 7122423

Mob: 0300-4785910

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

233.6  
۳۰۲ ب م

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### انتباہ

قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) کی جملہ مطبوعات کے حقوق طباعت کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت محفوظ ہیں کوئی صاحب یا ادارہ قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) کی بغیر اجازت نقل یا اشاعت کرنے کا مجاز نہیں ہے بصورت دیگر قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔

لیگل ایڈوائزر: شفیق احمد چاولہ۔ ایم۔ اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ لاہور ہائی کورٹ

|       |  |              |
|-------|--|--------------|
| ----- | معرفة الرسوم مع ضياء البرهان في رسم القرآن | نام کتاب     |
| ----- | قاری محبت الدین احمد صاحب                  | تالیف        |
| ----- | قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور                | طابع و ناشر  |
| ----- | ۱۱ سیکنڈ فلور، پنجاب پلازہ                 | کپوزنگ و     |
| ----- | 7313117                                    | سرورق ڈیزائن |

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط  
 الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
 عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ الْمُجْتَبَىٰ

اما بعد! احقر ابن ضياء محبت الدين احمد غفر الله عنه ساکن قصبہ نارہ ضلع الہ آباد کہتا ہے کہ فن رسم خط عثمانی ایسی عجیب چیز ہے کہ عقل انسانی اس کے نکات سے حیران اور ششدر ہے اسی وجہ سے اس کا معلوم کرنا اس قدر ضروری ہے کہ بلا علم رسم قرآن صحیح پڑھنا دشوار ہے۔

رسم قرآنی منجملہ ارکان قرآن ہے چونکہ فن رسم میں اردو کا کوئی ایسا رسالہ معلوم نہیں ہوا کہ جس کو مبتدی طلباء کا حلقہ سمجھ سکیں اس لیے ایسے رسالہ کی بابت بعض احباب کے حسن ظن اور اصرار نے باوجود قلت فرصت کے مجھ کو لکھنے پر مجبور کیا لہذا اللہ کے بھروسہ پر یہ کام شروع کرتا ہوں اور اس رسالہ کا نام ”معرفة الرسوم“ رکھتا ہوں اللہ پاک قبول فرما کر شائقین فن کو اس سے نفع پہنچائے آمین۔ واللہ الموفق والمعين

قاری محبت الدین احمد

مدرس مدرسہ سبحانیہ الہ آباد

۱۳۳۶ھ





## ﴿پہلی فصل﴾

## رسم خط کی تعریف وغیرہ کا بیان

## ﴿تعریف﴾

رسم خط قرآنی کی تعریف یہ ہے کہ کلام پاک کو اس رسم کے موافق لکھنا جس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بنا برابر اجماع صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ثابت اور مستفید میں سے منقول ہے اسی وجہ سے اس رسم خط کی اتباع ائمہ رحمہم اللہ کے نزدیک ضروری ہے۔

## ﴿موضوع﴾

موضوع اس کا نقوش قرآنی ہے۔

## ﴿غایت﴾

غایت اس کی صحت رسم و قرآءت قرآن ہے۔

## ﴿اقسام﴾

اس رسم کی دو قسمیں ہیں: (اول) رسم قیاسی یعنی مرسوم مطابق ملفوظ کے ہو اس رسم کی دو قسمیں ہیں:

- (۱) رسم قیاسی مطلق: یعنی مرسوم مطابق ملفوظ کے بالاتفاق ہو جیسے **مَلِكِ النَّاسِ**۔
  - (۲) رسم قیاسی مقید: یعنی مرسوم کسی خاص قرآءت میں مطابق ملفوظ کے ہو جیسے **مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ** بقراءت حذف الف۔ اگرچہ یہ رسم قیاسی کی قسم ہے لیکن حکم میں رسم غیر قیاسی کے ہے کیونکہ ایسی رسم کسی نہ کسی قرأت میں مخالف مقروء کے ہوگی اور رسم قیاسی مطلق محتاج کی بیان
- نہ حکم ہلائی اور پتھن سے ہوا، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل گفت آن لائن مکتبہ  
پیرا یونٹ نہ رسم اور اس کے موافق ہے مگر جہاں خلاف اس کا کسی وجہ سے وہم اور احتمال

ہوگا وہاں اصل کی تصریح کی جائے گی۔

(دوم) رسم غیر قیاسی: یعنی مرسوم موافق مقروء کے نہ ہو یا موافق اصل کے نہ ہو اس کی چند صورتیں ہیں:

(اول) ابدال یعنی ملفوظ حرف کی جگہ دوسرا حرف مرسوم ہو جیسے صَلَوَةٌ

(دوم) حذف یعنی کسی حرف مقروء کو نہ لکھنا جیسے سَلَمٌ وغیرہ

(سوم) اثبات یعنی کسی حرف غیر مقروء کو لکھنا جیسے بَايِدٌ وغیرہ

(چہارم) وصل یعنی دو کلموں کو ملا کر لکھنا جیسے بِسْمًا وَغَيْرِهِ اس کو موصول کہتے ہیں اور اگر ملا

ہو نہ لکھا ہو تو اس کو مقطوع کہتے ہیں۔

اس رسم غیر قیاسی کی دو قسمیں ہیں:

(اول) رسم اصطلاحی یعنی مرسوم مخالف ملفوظ کے ہو بلا احتمال اختلاف قرآءت کے جیسے لَا

إِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ

(دوم) رسم احتمالی یعنی وہ رسم جو قرآءت مختلفہ کو مشتمل اور محتمل ہو جیسے يَعْلَمُونَ اور

تَعْلَمُونَ کہ رسمایہ دونوں ایک ہیں کیونکہ اصل رسم عثمانی غیر منقوٹ اور غیر معرب ہے لہذا یہ رسم

قرآءت مختلفہ صیغہ غائب اور خطاب دونوں کو شامل ہے۔

﴿دوسری فصل﴾

﴿ہمزہ کا بیان﴾

ہر حرف کے لئے ایک خاص صورت وضع کی گئی ہے بخلاف ہمزہ کے کہ اس کے لئے کوئی

صورت اصلی وضع نہیں کی گئی بلکہ بقاعدہ متعینہ ہمزہ کبھی الف اور کبھی واؤ اور کبھی یاء کی صورت میں

ہوتا ہے اور کبھی محذوف الرسم بھی ہوتا ہے۔

اس موقع حذف میں متاخرین ہمزہ کی وضاحت کے لئے عین کا سرا (ء) لکھتے ہیں جیسے دِفْءٌ وغیرہ اور موضع اثبات میں اگر ہمزہ ساکن ہو تو ان حروفِ ثلثہ کے اشتباہ رسی سے بچنے کے لئے عین کا سرا اور جزم دونوں لکھتے ہیں جیسے یُوْمِنُونَ اور بِنْسٍ وغیرہ لیکن جو ہمزہ ساکن بشکل الف ہوتا ہے اس پر صرف جزم لکھتے ہیں جیسے مَا كُوْلٌ بخلاف اصل الف کے کہ اس پر جزم بھی نہیں لکھتے اسی طرح اگر ہمزہ متحرک ہو اور واو یا یاء کی شکل میں ہو تو اس واو اور یاء پر بھی عین کا سرا لکھتے ہیں جیسے مُؤَجَّلًا اور أُولَئِكَ اور الف کی صورت میں ہو تو عین کا سرا نہیں لکھتے مگر اس الف پر حرکت لکھتے ہیں جیسے وَإِذَا سَأَلَكَ۔

﴿فائدہ﴾ ہمزہ اگر لکھا جاتا ہے تو ہمیشہ حروفِ علت ہی کی صورت میں ہوتا ہے اور عین کا سرا اصل رسم خط مصحف عثمانی میں نہیں تھا متاخرین نے عجمیوں کو غلطی سے بچانے کے لئے موقع ہمزہ میں عین کا سرا لکھا اور چونکہ ان دونوں میں یہ مناسبت ہے کہ اکثر غلطی سے بجائے ایک کے دوسرا حرف طبعاً ادا ہو جاتا ہے اس وجہ سے عین ناقص لکھتے ہیں تاکہ ہمزہ کی طرف ذہن کا تدارک ہو جائے اور جو ہمزہ حروفِ ثلثہ مذکورہ کی شکل میں نہ ہو اس ہمزہ کو محذوف الرسم کہتے ہیں۔

﴿فائدہ﴾ باعتبار محل کے ہمزہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) ہمزہ مبتدیہ (۲) ہمزہ متوسطہ (۳) ہمزہ منظرہ۔

(۱) ہمزہ مبتدیہ اس ہمزہ کو کہتے ہیں جو کسی کلمہ کے شروع میں ہو جیسے الْحَمْدُ وغیرہ  
(۲) ہمزہ متوسطہ اس ہمزہ کو کہتے ہیں جو کسی کلمہ کے بیچ میں واقع ہو یہ وقوع چاہے حقیقتاً ہو جیسے یُوْمِنُونَ یا حکماً یعنی کسی کلمہ کے آخر کا ہمزہ جس کو ہمزہ منظرہ کہتے ہیں وہ کسی وجہ سے متوسط ہو گیا ہو جیسے اَبَاؤُكُمْ وغیرہ رسماً دونوں کا حکم ایک ہے بخلاف ہمزہ متوسطہ بزوائد کے کہ یہ ہمزہ مبتدیہ کے حکم میں ہے مثلاً لَا هَبَّ وَغیرہ کے۔

(۳) ہمزہ منظرہ اس ہمزہ کو کہتے ہیں جو کسی کلمہ کے آخر میں حقیقتاً ہو جیسے جَاءَ۔ شَاءَ

وغیرہ اب تینوں قسموں کا بیان علیحدہ علیحدہ کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



## ﴿ تیسری فصل ﴾

### ہمزہ مبتدیہ کے رسم کا بیان

﴿ قاعدہ ﴾ جو ہمزہ منفردہ متحرکہ ابتدا کلمہ میں واقع ہوتا ہے وہ ہر جگہ الف کی شکل میں لکھا جاتا ہے جیسے اَعُوذُ - اِهْدِنَا اور اُولَيْكَ -

لیکن اُولَيْكَ - فَاوَلَيْكَ - اُولَيْكُمْ - اُولُوا - اُولَى - اُولَاتِ الْاَحْمَالِ اور سَاوِرِيكُمْ جو اعراف میں ہے اور سَاوِرِيكُمْ آیات نبیہ جو انبیاء میں ہے ان کلمات میں بعد ہمزہ کے بلا اختلاف ایک واؤ زیادہ مرسوم ہے اور وَلَا وَصَلَبْنَكُمْ میں اختلاف ہے یعنی بعض مصاحف میں بعد ہمزہ کے واؤ لکھا ہے اور بعض میں نہیں۔

﴿ فائدہ ﴾ اگر ہمزہ مبتدیہ کسی وجہ سے متوسطہ ہو جائے جس کو ہمزہ متوسطہ بزوائد کہتے ہیں وہ ہمیشہ الف ہی کی شکل میں مرسوم ہوگا جیسے سَاَصْرِفُ اور اَفَانْتِ وغیرہ مگر هَلْوَلَاءِ اور يَابَسْتَوْمٌ کا ہمزہ بشکل واؤ مرسوم ہوگا اسی طرح لَيْنُ لَمْ - لَيْلًا اور يَوْمَئِذٍ - حِينِئِذٍ وغیرہ کا ہمزہ بہ شکل یاء مرسوم ہوگا۔

﴿ قاعدہ ﴾ اگر کسی کلمہ کے شروع میں دو ہمزہ جمع ہوں اور دونوں متحرک ہوں تو پہلا ہمزہ محذوف ہوگا اور ہمزہ ثانی بصورت الف مرسوم ہوگا جیسے اَنْذَرْتَهُمْ - اِنَّا - اَنْزِلْ وغیرہ۔

لیکن اِنَّا ثانی صافات میں اور جَنْسَلِ میں ہے اور اِنَّكَ جو سورۃ یوسف علیہ السلام میں ہے اور پانچ کلمات یعنی اِنَّ ذِكْرْتُمْ اور اِنْفُكًا اور اِنْدَ امْتِنَا سورۃ واقعہ میں اور لفظ اِنَّمَا اور اِنْتُمْ جہاں کہیں آئیں ان سب کا ہمزہ ثانیہ بشکل یاء مرسوم ہوگا اور اَوْنَيْكُمْ کا ہمزہ ثانیہ بشکل واؤ مرسوم ہوگا۔

## ﴿چوتھی فصل﴾

## ہمزہ متوسطہ کے رسم کا بیان

ہمزہ متوسطہ کی تین صورتیں ہیں:

(۱) ہمزہ متحرک ماقبل ساکن (۲) ہمزہ متحرک ماقبل متحرک (۳) ہمزہ ساکن ماقبل متحرک  
﴿قاعدہ﴾ اگر ہمزہ متحرک ماقبل ساکن ہو تو ہمزہ محذوف ہوگا جیسے تَجْرُونَ -  
سَوَاءٌ - اَبَاءٌ نَا - جَاءَ هُمْ - سَيِّئَةٌ وغیرہ۔

لیکن ہمزہ مضمومہ بعد الف بصورت واؤ مرسوم ہوگا جیسے جَزَاؤْكُمْ وغیرہ لیکن سورہ  
بقرہ میں اَوَّلِيْنَهُمْ اور انعام میں وَقَالَ اَوَّلِيْنَهُمْ اور فصلت میں نَحْنُ اَوَّلِيْنَكُمْ میں  
الف اور ہمزہ دونوں محذوف ہیں اور اِنْ اَوَّلِيَاۗءُ ؕ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ میں الف مرسوم ہے لیکن  
حذف ہمزہ میں اختلاف ہے اور ہمزہ مکسور بعد الف کے بشکل یاء مرسوم ہوگا جیسے الْغَائِطِ  
وغیرہ۔

﴿قاعدہ﴾ ہمزہ متحرک ماقبل متحرک کی صورت میں اگر ہمزہ مفتوح ماقبل مفتوح ہو تو ہمزہ  
بصورت الف مرسوم ہوگا جیسے سَأَلَ وغیرہ اور ماقبل مضموم ہو تو ہمزہ بہ شکل واؤ مرسوم ہوگا جیسے  
يَسْأَلِ اور مَوْجَلًا وغیرہ اور ماقبل مکسور ہو تو ہمزہ بہ شکل یاء مرسوم ہوگا جیسے خَاطِبَةٌ وغیرہ اور  
اگر ہمزہ مضموم ماقبل مکسور ہو تو ہمزہ بہ شکل یاء مرسوم ہوگا جیسے سَنُقْرِئُكَ اور ماقبل مفتوح ہو تو ہمزہ  
بہ شکل واؤ مرسوم ہوگا جیسے يَذْرُؤُكُمْ وغیرہ اور اگر ہمزہ مکسور ماقبل مضموم ہو تو ہمزہ بہ شکل یاء  
مرسوم ہوگا جیسے سِنَلُوا الْفِتْنَةَ۔

﴿فائدہ﴾ اگر ہمزہ مفتوح کے بعد الف یا ہمزہ مضموم کے بعد واؤ مدہ یا ہمزہ مکسور کے بعد یاء  
مدہ ہو تو ہمزہ محذوف ہوگا جیسے سَنَانٌ اور رءٌ وِسْكَمٌ اور حَاسِبِيْنَ وغیرہ۔

﴿قاعده﴾ اگر ہمزہ ساکن ماقبل متحرک ہو تو ہمزہ کی رسم ماقبل کی حرکت والے حرف کے موافق ہوگی جیسے شَانٌ اور مُؤْمِنِينَ اور جِئْتُ وغیرہ۔ مگر رُوِيَ اور رِءُ يَا میں ہمزہ محذوف الرسم ہے۔

## ﴿پانچویں فصل﴾

### ہمزہ متطرفہ کے رسم کا بیان

ہمزہ متطرفہ کی تین صورتیں ہیں:

(۱) ہمزہ متحرک ماقبل ساکن (۲) ہمزہ متحرک ماقبل متحرک (۳) ہمزہ ساکن ماقبل متحرک۔

﴿قاعده﴾ اگر ہمزہ متحرک ماقبل ساکن ہو تو ہمزہ ہر جگہ محذوف ہوگا جیسے مِلْءُ الْأَرْضِ اور النَّسِيءُ - السُّوَاءُ اور جَاءَ - شَاءَ اور شَيْءٌ - سَوَاءٌ وغیرہ مگر اَنْ تَبَوَّأَ بِأَيْمِيْ اور لَتَسُوَّأَ بِالْعُصْبَةِ میں ہمزہ بہ شکل الف مرسوم ہوگا۔

﴿قاعده﴾ ہمزہ متحرک ماقبل متحرک کی صورت میں اگر ہمزہ کی حرکت ماقبل کی حرکت کے موافق ہو تو ہمزہ خود اپنی حرکت کے موافق مرسوم ہوگا جیسے مَلَجًا مِنَ اللَّهِ اور كَلُّ امْرِئٍ وغیرہ اور اگر مخالف ہو تو ہمزہ ماقبل کی حرکت کے موافق مرسوم ہوگا جیسے لَسْبًا اور يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ اور يَسْتَهْزِئُ بِهَا اور مَلًا وغیرہ۔

﴿فائدہ﴾ جہاں ہمزہ مضمومہ کے بعد الف زائد اور مرسوم ہے وہاں ہمزہ مضمومہ بہ شکل واو لکھا جاتا ہے اور اس قسم کے کلمات یہ ہیں اِنْ امْرُؤًا هَلَكَ نَسَاءٌ میں اور نَبُوِّ الدِّينِ اِبْرَاهِيمِ اور تَغَابُنِ میں اور نَبُوِّ عَظِيمٍ - نَبُوِّ الْخَصْمِ سورہ ص میں اور تَفْتُوْا يُوْسُفَ میں اور يَتَفَقَّهُوْا نَحْلٍ میں اور اَتَوَكَّلُوْا اور لَا تَظْمَؤْا طُيْءٍ میں وَيَدْرُوْا نُوْرٍ میں اور قُلْ مَا يَعْبُوْا فَرْحَانٍ میں اور وَيَبْدُوْا الْخُلُقَ جہاں آئے اور اَوْ مَنْ يُنَشِّئُوْا زَرْفٍ میں اور يُسَبِّوْا

الْإِنْسَانَ قِيَامَهُ فِيهِ وَأَقْرَبَ الْمَلَأَ بِهَا الْمَلُؤُا إِنِّي أَلْقَىٰ أَوْر  
يَأْيَهَا الْمَلُؤُا أَفْتُونِي أَوْر يَأْيَهَا الْمَلُؤُا أَيُّكُمْ يَهْتِنُونَ نَمْلٌ فِيهِ هِيَ -

﴿قاعده﴾ اگر ہمزہ ساکن ماقبل متحرک ہو تو ہمزہ ماقبل کی حرکت کے موافق مرسوم ہوگا  
جیسے اِنْ يَشَأْ اَوْ هِيَءٌ وَغَيْرُهُ -

﴿چھٹی فصل﴾

## مقطوع اور موصول کا بیان

کلمات کے رسم میں اصل یہ ہے کہ ہر دو کلمے مقطوع یعنی علیحدہ علیحدہ مرسوم ہوں مگر بعض دو  
کلمے کل قرآن میں موصول مرسوم ہیں یا بعض جگہ مقطوع اور بعض جگہ موصول یا بعض جگہ مختلف فیہ  
ہیں پس خلاف اصل کے چند کلمات یہ ہیں:

(۱) اَنْ لَا: اَنْ مَخْفَفَةٌ بِنْفَتْحِ الْهَمْزِ سَاثِمًا لَا كَمَا هِيَ مَوْصُولٌ لِيَعْنِي اِسْ كَا نُوْنٍ غَيْرِ مَرْسُوْمٍ هُوْكَ  
جِيسَ اَلَا نَعْبُدُ وَغَيْرُهُ

مگر درجہ جگہ اپنے مدخول سے مقطوع ہوگا۔ دو جگہ سورہ اعراف میں (۱) اَنْ لَا اَقُوْلَ  
(۲) اَنْ لَا يَقُوْلُوْا (۳) تُوْبَةُ فِيْ اَنْ لَا مَلْجَا (۴) هُوْدِيْ فِيْ ثَانِي اَنْ لَا تَعْبُدُوْا (۵) اِسِي  
هُودِيْ فِيْ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (۶) حَجٌّ فِيْ اَنْ لَا تُشْرِكْ بِسِي (۷) اِسِي فِيْ اَنْ لَا  
تَعْبُدُوْا الشَّيْطٰنَ (۸) دَخَانٌ فِيْ اَنْ لَا تَعْلُوْا (۹) مَمْتَحَنَةٌ فِيْ اَنْ لَا يُشْرِكَنَّ  
(۱۰) سُوْرَةٌ فِيْ اَنْ لَا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ -

(۲) اِنْ مَا: اِنْ مَخْفَفَةٌ بِكَسْرِ الْهَمْزِ هَرَجَلًا مَا سَمَوْصُولٌ هُوْكَ مَكْرُفٌ رَعْدِيْ فِيْ وَاِنْ مَا  
نُوْرِيْنَكَ مَقْطُوْعٌ لَكْهَا غِيَا هِيَ -

(۳) اَنْ لَنْ: اَنْ مَخْفَفَةٌ بِنْفَتْحِ الْهَمْزِ سَاثِمًا لَنْ كَمَا هِيَ مَوْصُولٌ هِيَ اَيْكُ كَهْفٌ فِيْ اَنْ لَنْ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نَجْعَلْ لَكُمْ مَوْعِدًا دُورًا قِيَامِهِ مِثْلُ مَنْ لَنْ نَجْمَعَ عِظَامَهُ بَاقِي هِرْجَلِ مَقْطُوعٍ هِيَ مَكْرَ أَنْ لَنْ نُحْصُوهُ جُوزِلَ فِيهِ هِيَ مُخْتَلَفٌ فِيهِ هِيَ -

(۴) مِنْ مَّا: مِنْ بَكْسَرِ الْكَيْمِ سَاطِهُ مَا كِ هِرْجَلِ مَوْصُولِ هِيَ جِيسِي مِمَّا رَزَقْنَهُمْ اَدْر مِمَّ خَلِيقٍ وَغَيْرِ مَكْرُومِ فِي مِثْلِ مِمَّا مَلَكَتْ اِيْمَانُكُمْ اَدْر نِسَاءِ فِي مِثْلِ مِمَّا مَلَكَتْ اِيْمَانُكُمْ اَدْر مَنَاقِبِ فِي مِثْلِ مِمَّا رَزَقْنَهُمْ مَقْطُوعٍ هِيَ -

﴿تَنْبِيْهُ:﴾ مِثْلُ مَنْ مَّا لِلّٰهِ اَدْر مِنْ مَّاءٍ وَغَيْرِ كِ هِرْجَلِ مَقْطُوعٍ هِيَ -

(۵) مِنْ مَّنْ: بَكْسَرِ الْكَيْمِ سَاطِهُ مَنِّ بَفَتْحِ الْكَيْمِ كِ سَاطِهُ هِرْجَلِ مَوْصُولِ هُوْكَ جِيسِي مِمَّنْ مَنَّعٌ وَغَيْرِ هِيَ -

(۶) عَنْ مَّا: عَنْ سَاطِهُ مَا كِ هِرْجَلِ مَوْصُولِ هُوْكَ مَكْرَ عَنْ مَّا نَهَوْا عَنْهُ مَقْطُوعٍ هِيَ -

(۷) عَنْ مَّنْ: عَنْ سَاطِهُ مَنِّ كِ دُوْهِ جَلِّ اِيَّا هِيَ اَدْر دُنُوْهِ جَلِّ مَقْطُوعٍ هِيَ لِيْعْنِيْ نُوْرٍ فِي مِثْلِ مَنِّ يَشَاءُ اَدْر نَحْمِ فِي مِثْلِ مَنِّ تَوَلَّى -

يَقْطَعُ اَصْلَ رِسْمِ كِ مَوْافِقِ هِيَ اَدْر مَحْتِاجِ بَيَانِ لِيْكِنْ كَلِمَةٌ مَنِّ چُونَكِ بَعْضُ كَلِمَاتِ اُمِّ اَدْر مِنْ جَارِهِ وَغَيْرِ كِ سَاطِهُ مَوْصُولِ اِيَّا هِيَ اَسْ وَجِهَ سِ اَسْ كِ وَصَلِ كَا بِيْهِ وَهَمْ هُوْتَا هِيَ لِهَذَا بَيَانِ سِ اَسْ وَهَمْ كُوْدُ فِ كِ اِيَّا مَوْافِقِ كِ تُوْجِيْهِيْ كُوْ اِيَّا پَر قِيَاسِ كَرِنَا چَا هِيَ -

(۸) فَاِنْ لَمْ: فَاِنْ سَاطِهُ لَمْ كِ صَرَفِ اِيْكِ جَلِّ لِيْعْنِيْ سُوْرَةُ هُوْدٍ فِي مِثْلِ فَاِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ مَوْصُولِ هِيَ بَاقِي هِرْجَلِ مَقْطُوعٍ هِيَ -

(۹) اُمُّ مَّنْ: اُمُّ سَاطِهُ مَنِّ مَفْتُوحِ كِ هِرْجَلِ مَوْصُولِ هِيَ مَكْرِنَاءِ فِي مِثْلِ اُمِّ مَنِّ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا اَدْر تُوْبَةٍ فِي مِثْلِ اُمِّ مَنِّ اَسَّسَ اَدْر صَافَاتِ فِي مِثْلِ اُمِّ مَنِّ خَلَقْنَا اَدْر فَضْلَتِ فِي مِثْلِ اُمِّ مَنِّ يَأْتِيْ اِيْمَانًا فِي مِثْلِ مَقْطُوعٍ لَكْهَا اِيَّا هِيَ -

(۱۰) اَنَّ مَا: اَنَّ مَفْتُوحٌ مُشَدَّدٌ سَاثَمَ مَا كَ هِرْجَلَه مَوْصُولٌ هُوَ كَا مَرْدٌ وَجَلَه اَنَّ مَا يَدْعُونَ اِيك جِج مِيں دوسرا القمان ميں بالاتفاق مقطوع ہے ليكن انفال ميں وَاعْلَمُوا اِنَّمَا غَنِمْتُمْ مَخْتَلَفٍ فِيهٖ هٗ اُور كَاثَمَا هِرْجَلَه مَوْصُولٌ هٗ جِيسے كَاثَمَا يَسَاقُونَ وَغِيْرَه

(۱۱) اِنَّ مَا: اِنَّ مَكْسُورٌ مُشَدَّدٌ سَاثَمَ مَا كَ هِرْجَلَه مَوْصُولٌ هُوَ كَا مَرْدٌ اِنَّ مَا تَوْعَدُونَ لَا اِي اِنْعَامٍ مِيں مَقْطُوعٌ هٗ۔

(۱۲) كَلٌّ: سَاثَمَ مَا كَ چَارْجَلَه بِالْاِخْتِلَافِ مَوْصُولٌ هٗ۔

(۱) نَاءٍ مِيں كَلَّمَا رُدُّوْا اِلَى الْفِتْنَةِ (۲) اِعْرَافٍ مِيں كَلَّمَا دَخَلَتْ (۳) مَوْمِنُوْنَ مِيں كَلَّمَا جَاءَ اُمَّةٌ (۴) مَلِكٍ مِيں كَلَّمَا اَلْقَى اُور مِنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ اِبْرَاهِيْمٍ مِيں بِالْاِتْفَاقِ مَقْطُوعٌ هٗ۔

(۱۳) فِيْ مَا: فِي سَاثَمَ مَا كَ هِرْجَلَه مَوْصُولٌ هٗ مَرْغِيَارَه جَلَه مَقْطُوعٌ هٗ:

(۱) فِيْ مَا فَعَلْنَ ثَانِي بَقْرَه مِيں (۲) لِيَبْلُوْكُمْ فِيْ مَا اَتَاكُمْ مَادَه مِيں (۳) قُلْ لَا اَجِدُ فِيْ مَا اُوْحِيَ اُور (۴) لِيَبْلُوْكُمْ فِيْ مَا اَتَاكُمْ اِنْعَامٍ مِيں (۵) فِيْ مَا اَشْتَهَتْ اَنْبِيَاءٍ مِيں (۶) فِيْ مَا اَفْضَيْتُمْ فِيْهِ نُوْرٍ مِيں (۷) فِيْ مَا هَلَهْنَا اَمِيْنِيْنَ شَعْرَاءٍ مِيں مَرْغِيَارَه نِي اس سَاَتُوْيس كَ مَقْطُوعٌ هُوْنِي مِيں اِخْتِلَافٍ كِيَا هٗ (۸) فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ رُوْمٍ مِيں (۹) فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اُور (۱۰) فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ دُوْنُوْ زَمْرٍ مِيں (۱۱) وَنُنسِئْكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ وَاَقْعَه مِيں۔

(۱۴) اَيْنَ سَاثَمَ مَا كَ دُوْجَلَه بِالْاِتْفَاقِ مَوْصُولٌ هٗ (۱) سُوْرَهٗ بَقْرَه مِيں فَايْنَمَا تُوَلُّوْا

(۲) نَحْلٍ مِيں اَيْنَمَا يُوْجِهُهٗ

اُور تَمِيں جَلَه مَخْتَلَفٍ فِيهٗ۔ (۱) نَاءٍ مِيں اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا (۲) شَعْرَاءٍ مِيں اَيْنَمَا كُنْتُمْ

تَعْبُدُوْنَ (۳) اِحْزَابِيْنَ مِيں اَيْنَمَا تَقِفُوْا اُور بَاتِي جَلَه بِالْاِتْفَاقِ مَقْطُوعٌ هٗ اَنْ لَانِن مَكْتَبَهٗ



(۱۵) حَيْثُ مَا: حَيْثُ ساتھ مَا کے صرف سورہ بقرہ میں دو جگہ آیا ہے اور دونوں

مقطوع ہیں۔

(۱۶) بِنْسَمًا: بِنْسَمٍ ساتھ مَا کے صرف تین جگہ موصول ہے۔

دو بقرہ میں قُلْ بِنْسَمًا اشْتَرُوا بِهِ أَنْفُسَهُمْ تیرا اعراف میں بِنْسَمًا

خَلَفْتُمُونِي اور باقی بِنْسَمٍ مَا مقطوع ہے اور لَبْسَسَ ساتھ مَا کے ہر جگہ مقطوع ہے۔

(۱۷) لِكَيْلًا: كَيْ ساتھ لَا کے چار جگہ موصول ہے۔

(۱) آل عمران میں لِكَيْلًا تَحْزَنُوا (۲) حج میں لِكَيْلًا يَعْلَمَ مِنْ مَّ بَعْدَ عِلْمٍ

شَيْئًا (۳) احزاب میں لِكَيْلًا يَكُونُ عَلَيْكَ حَرَجٌ (۴) حدید میں لِكَيْلًا تَأْسُوا

باقی ہر جگہ مقطوع ہے۔

(۱۸) مَالٍ: لَام جارہ اپنے مدخول سے موصول ہوتا ہے مگر چار جگہ مقطوع ہے (۱) نساء میں

فَمَالٍ هُلُولًا الْقَوْمِ (۲) کہف میں مَالٍ هَذَا الْكِتَابِ (۳) فرقان میں مَالٍ هَذَا

الرَّسُولِ (۴) معارج میں فَمَالٍ الَّذِينَ كَفَرُوا۔

(۱۹) يَوْمَ هُمْ: يَوْمَ ساتھ هُمْ ضمیر کے ہر جگہ موصول ہے جیسے مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي

مگر دو جگہ مقطوع ہے۔

ایک مومن میں يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ دوسرے ذاریات میں يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ

يَقْتَنُونَ۔

(۲۰) وَيَكَاةً: وَيٰ ساتھ كَاةً کے سورہ نقص میں دو جگہ آیا ہے ایک وَيَكَاةً اللّٰهُ

دوسرے وَيَكَاةً اور دونوں جگہ موصول مرسوم ہے۔

(۲۱) لَاتٍ حِيْنَ مَنَاصِيٍّ جو سورہ ص میں ہے اس کی تاء کو لفظ حِيْنَ کے ساتھ

موصول لکھنے میں اختلاف ہے لیکن اکثر نے مقطوع نقل کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۲۲) کلمہ کَالُوا اور اَوْوَزْنُوْا ساتھ هُمْ ضمیر کے موصول ہے یعنی بعد واو جمع کے الف غیر مرسوم ہے مثل اُوْرِ تَمُوْهَا کے۔

## ﴿ساتویں فصل﴾

### تائے تانیث کا بیان

تائے تانیث اس تاء کو کہتے ہیں جو اسماء اور افعال کے آخر میں زائد ۱ ہوتی ہے لیکن افعال میں تاء تانیث ہمیشہ ساکن رہے گی یا مکسور ہوگی اور ہمیشہ دراز تاء لکھی جائے گی جس کو تاء مجرورہ یا تاء مطولہ کہتے ہیں جیسے سَمِعْتَ وغیرہ لیکن اسماء کے رسم میں اختلاف ہے کبھی تاء مجرورہ لکھی جاتی ہے اور کبھی گول تاء بشکل ہائے ہوز لکھی جاتی ہے جس کو تائے مربوطہ یا مدورہ کہتے ہیں۔

﴿قاعدہ﴾ اسمائے مؤنثہ بالتاء کبھی مضاف ہوتے ہیں اور کبھی مفرد اور اس مضاف کا مضاف الیہ کبھی اسم ظاہر ہوتا ہے کبھی ضمیر پس مؤنث بالتاء مفرد کی تاء ہمیشہ مربوطہ مرسوم ہوگی جیسے مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةً وغیرہ اور مؤنث بالتاء مضاف کی تاء بھی مربوطہ ہوتی ہے مثلاً وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا سورة نحل کے۔

مگر چند کلمات میں چند جگہ تاء مجرورہ مرسوم ہے۔

(۱) رَحِمَتْ اس کی تاء صرف سات جگہ مجرورہ ہے۔

(۱) بقرہ میں اُولَئِكَ يَرْجُونَ رَحِمَتَ اللَّهِ (۲) اعراف میں اِنَّ رَحِمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (۳) ہود میں رَحِمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ (۴) مریم میں ذِكْرُ رَحِمَتِ رَبِّكَ (۵) روم میں فَاَنْظُرْ اِلَى الْاَثَارِ رَحِمَتِ اللَّهِ (۶) زخرف میں دُوْجَةً اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحِمَتِ رَبِّكَ اور (۷) وَرَحِمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۔

(۲) نِعْمَتِ اس کی تاء گیارہ جگہ مجرورہ ہے۔

(۱) بقرہ میں وَ اذْکُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْهَمَّ (۲) ابراہیم میں دوجگہ  
بَدَلُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ کُفْرًا (۳) وَ اِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (۴) نحل  
میں دوجگہ وَ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ یَکْفُرُوْنَ (۵) یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ (۶) وَ اشْکُرُوا  
نِعْمَتَ اللّٰهِ (۷) لقمان میں بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لَیْرِیْکُمْ مِّنْ اٰیٰتِہِ (۸) فَاَطِرْ اذْکُرُوا  
نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ (۹) طور میں بِنِعْمَتِ رَبِّکَ۔

(۳) سُنَّتِ اس کی تاء صرف پانچ جگہ مجرورہ ہے۔

(۱) انفال میں فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلَیْنَ (۲) فَاَطِرِمْ اِلَّا سُنَّتِ الْاَوَّلَیْنَ  
(۳) فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا (۴) وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِیْلًا  
(۵) مومن میں سُنَّتِ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِہِ۔

(۴) اِمْرَاَتُ اس کی تاء صرف سات جگہ مجرورہ ہے۔

(۱) آل عمران میں اِذْ قَالَتْ اِمْرَاَتُ عِمْرَانَ (۲) یوسف میں اِمْرَاَتُ الْعَزِیْزِ  
(۳) قَالَتْ اِمْرَاَتُ الْعَزِیْزِ (۴) نھص میں وَقَالَتْ اِمْرَاَتُ فِرْعَوْنَ (۵) تحریم میں  
اِمْرَاَتُ نُوحٍ (۶) اِمْرَاَتُ لُوْطٍ (۷) اِمْرَاَتُ فِرْعَوْنَ۔

(۵) مَعْصِیَتْ اس کی تاء دوجگہ صرف مجادلہ میں مجرورہ ہے ایک وَالْعُدُوَانَ وَ  
مَعْصِیَةِ الرَّسُوْلِ دوسرے وَ مَعْصِیَةِ الرَّسُوْلِ وَ تَنَاجَوْا۔

(۶) لعنت اس کی تاء صرف دوجگہ مجرورہ ہے آل عمران میں فَجَعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ  
عَلٰی الْکٰذِبِیْنَ اور نور میں وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیْہِ۔

اسی طرح اعراف میں کَلِمَتُ رَبِّکَ الْحُسْنٰی اور ہود میں بَقِیَّتُ اللّٰهِ خَیْرٌ  
لَّکُمْ اور نھص میں قُوَّتُ عَیْنٍ اور روم میں فَطَرَتِ اللّٰهُ اور دخان میں اِنَّ شَاحِبَاتِ  
مَلْحَمِکُمْ دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الزَّفُومِ اور واقعہ میں وَجَّسْتُ نَعِيمٍ اور تحریم میں وَمَرِيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ کی تاء بھی مجرورہ ہے۔

﴿قاعدہ﴾ اگر تاء تانیث کسی ہائے ضمیر کی طرف مضاف ہو تو ہمیشہ تاء مجرورہ ہوگی جیسے رَحْمَتُهُ عَلَيْكُمْ وغیرہ۔

﴿قاعدہ﴾ جس اسماء مؤنثہ بالتاء کے مفرد اور جمع پڑھنے میں قراء کا اختلاف ہے اس کی تاء ہمیشہ مجرورہ ہوگی اس قسم کے کلمات بارہ ہیں۔

(۱) انعام میں وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ (۲) یونس میں كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَيَّ  
الَّذِينَ فَسَقُوا اور (۳) كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ (۴) یوسف میں اَيُّتُ  
لِلْسَائِلِينَ (۵) وَالْقُوَّةُ فِي غِيَابَتِ الْجُبِّ (۶) اَنْ يَّجْعَلُوهُ فِي غِيَابَتِ الْجُبِّ  
(۷) عنكبوت میں لَوْلَا اَنْزَلَ عَلَيْهِ اَيُّتٌ مِّنْ رَبِّهِ (۸) مومن میں كَلِمَتُ رَبِّكَ  
عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا (۹) سبأ میں وَهُمْ فِي الْعُرْفَاتِ اِمْنُونَ (۱۰) فاطر میں فَهُمْ  
عَلَىٰ بَيْنَتٍ مِّنْهُ (۱۱) فصلت میں ثَمَرَاتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا (۱۲) مرسلات میں  
جَمَّالَتٌ صُفْرًا۔

﴿آٹھویں فصل﴾

## حذف الف کا بیان

اس فصل میں الف عام ہے یعنی اس ہمزہ کو بھی شامل ہے جو بہ شکل الف مرسوم ہوتا ہے  
حذف الف کے مواقع بطور قواعد کے ذکر کئے جاتے ہیں:

﴿قاعدہ﴾ (۱) جس کلمہ کے حذف اور اثبات میں قراء کا اختلاف ہوگا وہ کلمہ ہمیشہ محذوف

معلوم ہوگا جیسے قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّي آيَةً مِّنْ مَّوَدِعِ الْمُتَّقِينَ مَعْرُوفٌ وَصَالِحٌ مِّنْ مَّوَدِعِ الْمُتَّقِينَ مَعْرُوفٌ وَصَالِحٌ مِّنْ مَّوَدِعِ الْمُتَّقِينَ

مشمول مفت آن لائن مکتبہ

(۲) الف ضمیر جمع متکلم جب کہ اس کے بعد کوئی ضمیر متصل ہو محذوف ہوگا جیسے  
 اَنْجَيْنٰكُمْ - اَتَيْنَهُ - عَلَّمْنَاهُ - اَرْسَلْنَاكَ - اَنْشَرْنَاهُمْ - فَجَعَلْنَاهُمْ اٰمِنًا  
 دَاوُدَ وَغَيْرِهِ کے الف محذوف نہ ہوگا۔

(۳) الف ثنویہ متوسطہ ہمیشہ محذوف ہوگا جیسے اِمْرَاتِنِ - رَجُلِنِ اور وَمَا يَعْلَمُنِ  
 يَحْكُمُنِ اور اَبُوهُ وغیرہ۔

(۴) الف اسمائے عجمیہ کثیر الاستعمال محذوف ہوگا جیسے لُقْمَنَ - عِمْرَانَ - اِبْرَاهِيْمَ -  
 اِسْمٰعِيْلَ - اِسْحٰقَ وغیرہ۔

(۵) الف اسماء عربیہ کثیر الوجود محذوف ہوگا مثل سُلَيْمَانَ - صٰلِحَ - مَلِيْكَ -  
 خَلِيْدِيْنَ وغیرہ کے پس بوجہ قلت استعمال مثل طَالُوْتَ - جَالُوْتَ - يٰجُوْجَ وَ  
 مَا جُوْجَ وغیرہ کے الفات محذوف نہ ہوں گے۔

اور چار اسماء کے حذف الف میں اختلاف ہے یعنی هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ - قَارُوْنَ -  
 وَ هَامَانَ لیکن اکثر اثبات الف کے قائل ہیں اور اِسْرَآئِيْلَ کا الف اکثر مصاحف میں مرسوم  
 ہے۔

(۶) الف جمع مذکر سالم کثیر الوقوع ہر جگہ محذوف ہوگا جیسے اَلْقٰنِيْنِيْنَ - اَلصّٰدِقِيْنَ -  
 اَلصّٰبِرِيْنَ وغیرہ مگر جب کہ الف کے بعد ہمزہ یا کوئی حرف ضعیف مشدداً جائے تو الف مرسوم  
 ہوگا جیسے اَلسّٰئِلِيْنَ - وَالْقٰنِيْمِيْنَ - وَالصّٰلِيْنَ لیکن ان دونوں صورتوں میں بعض نے  
 اثبات الف میں اختلاف کیا ہے۔

(۷) الف جمع مؤنث سالم میں دونوں محذوف ہیں ایک الف فاعل دوسرے جمع کا جیسے  
 وَالنّٰزِعَاتِ - وَالْعٰدِيَاتِ وغیرہ کے۔

(۸) الف بین اللامین ہر جگہ محذوف ہوگا جیسے خِلْلٌ اور ظِلْلٌ وغیرہ

(۹) الف یائے ند اور ہائے تنبیہ کا ہر جگہ محذوف ہوگا جیسے یَا بَتِ - یَا حَتَّ - هَذَا اور هَلْؤَلَاءِ وغیرہ۔

(۱۰) جس کلمہ میں دو یا تین الف جمع ہوں تو ایک سے زائد ہر جگہ محذوف ہوگا اس لئے کہ اہل رسم کے نزدیک تماشل فی الرسم یعنی ایک کلمہ میں کسی شکل کا مکرر سہ کر رکھنا جائز نہیں جیسے  
 ءَ اَنْذَرْتَهُمْ - ءَ اَمَنْتُمْ - ءَ اِلَهْتَنَا اور ءَ اَلذَّكْرَيْنِ وغیرہ  
 (۱۱) الف بعد باء کے تَبْرَكَ - مُبْرَكًا - مُبْرَكَةٌ - الْمُبْرَكَةِ - بَرَكْنَا میں ہر جگہ محذوف ہے۔

﴿تنبیہ﴾ حروف تہجی کی ترتیب سے وہ محذوف الالف کلمات ذکر کئے جائیں گے جو کلام پاک میں بکثرت آئے ہیں۔

﴿تنبیہ﴾ بیان رسم خط میں جو کلمات مذکور ہوتے ہیں ان کا حکم ان کی تعریف و تفسیر سے نہیں بدلتا۔

(۱۲) الف بعد تاء کے یَتَمَلَّى اور لفظ كِتَابِ میں ہر جگہ محذوف ہے مگر لفظ كِتَابِ چارجگہ الف کے ساتھ مرسوم ہے۔

(۱) رعد میں لِكَلِّ اَجَلٍ كِتَابِ (۲) حجر میں كِتَابِ مَعْلُومٍ (۳) کہف میں مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ (۴) نمل میں تِلْكَ اَيُّتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابِ مُبِينٍ۔  
 (۱۳) الف بعد حاء کے اَصْحَبُ النَّارِ - اَصْحَبُ الْجَنَّةِ - سُبْحٰنِ میں ہر جگہ محذوف ہے مگر قُلْ سُبْحٰنَ رَبِّيْ جو سورہ بنی اسرائیل میں ہے مختلف فیہ ہے۔

(۱۴) الف بعد راء کے تُوْرَابًا میں ہر جگہ محذوف ہے مگر تین جگہ۔

(۱) رعد میں ءَاِذَا كُنَّا تُرَابًا (۲) نمل میں ءَاِذَا كُنَّا تُرَابًا (۳) نبا میں يٰلَيَّتِيْ

كُنْتُ تُرَابًا میں حذف الف نہیں ہے۔



(۱۵) الف بعد سین کے مَسِحِدًا - مَسِكِينٍ - مَسْكِينِهِمْ اور سَاحِرٍ میں ہر جگہ محذوف ہے مگر ذاریات میں إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ کا الف مرسوم ہے۔

(۱۶) الف بعد صاد کے صَبِغَةً اور نَصْرَايَ میں ہر جگہ محذوف ہے۔

(۱۷) الف بعد طاء کے سُلْطَنُ اور شَيْطَنُ میں ہر جگہ محذوف ہے۔

(۱۸) الف بعد عین کے تَعَالَى اور فَتَعَالَى میں ہر جگہ محذوف ہے۔

(۱۹) الف بعد لام کے غُلْمٌ مفرد اور ثنی کا ہر حالت میں ہر جگہ محذوف ہے اسی طرح

سَلْمٌ - بَلْعٌ - بَلْعًا - السَّلْسِلُ اور وَهُوَ الْخَلْقُ اور خَلْتِيفٌ اور اِيْلِفٌ اور

وَاللَّعِينُونَ - اللَّعِينِينَ - أَلَّتْ - أَلَّتِي - أَلَّتِي - مُلِقُوا اللَّهَ - فَمَلِقِيهِ -

مَلِكَةٌ - ثَلَاثَةٌ - ثَلَاثٌ - ثَلَاثِينَ - أُولَئِكَ - إِلَهُكُمْ - إِلَهُهُ اور لفظ لِكُنْ جس

طرح آئے ان سب کا الف ہر جگہ محذوف ہے۔

اور اَلُنَّ میں بھی الف ہر جگہ محذوف ہے مگر سورہ جن میں فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ کا الف

مرسوم ہے ایسا ہی اَلْيَكِيَّةِ جو شعراء اور ص میں ہے اس میں دونوں جگہ بعد لام کے الف محذوف

ہے مگر ق میں اَصْحَابُ الْاِيْكِيَّةِ وَقَوْمٌ تَبِعَ كَالْفِ مرسوم ہے۔

(۲۰) الف بعد میم کے اَلرَّحْمَنُ اور سَمَوَاتٍ میں ہر جگہ محذوف ہے۔

(۲۱) الف بعد واء کے سَمَوَاتٍ میں ہر جگہ محذوف ہے مگر فصلت میں سَبْعَ

سَمَوَاتٍ کا الف مرسوم ہے۔

(۲۲) الف بعد ہاء کے اَنْهَرُ میں ہر جگہ محذوف ہے۔

﴿فَاَنذَرُ﴾ لفظ اِيْهَا میں بعد ہاء کے ہر جگہ الف مرسوم ہے مگر تین جگہ۔

(۱) نور میں اِيَّةَ الْمُؤْمِنُونَ (۲) زخرف میں يَا اِيَّةَ السَّاحِرِ (۳) رحمن میں اِيَّةَ

الثَّقَلَيْنِ کا الف محذوف ہے۔

(۲۳) الف بعد ہمزہ کے لفظ قُرْآنُ میں ہر جگہ مرسوم ہے مگر دو جگہ مختلف فیہ ہے۔  
 (۱) یوسف میں اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا (۲) زخرف میں اِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا  
 عَرَبِيًّا (۲۳) الف بعد یاء کے لفظ قِيَمَةَ اور اِلَيْنَا میں ہر جگہ محذوف ہے، مگر یونس میں دو جگہ  
 ایک اَيْتِنَا بَيِّنَاتٍ اور فِى اَيْتِنَا میں محذوف نہیں۔

## ﴿نویں فصل﴾

### حذف واؤ کا بیان

واؤ چاہے اسم میں ہو یا فعل میں کہیں تماشل فی الرسم کی وجہ سے محذوف ہوگا اور کہیں وجہ  
 اجتماع ساکنین کے حذف واؤ سے محض ضمہ پراکتفا ہوگا۔

جو واؤ اجتماع ساکنین کی وجہ سے محذوف ہے وہ صرف چار کلموں میں آیا ہے۔

(۱) وَيَدْعُ الْإِنْسَانَ بنی اسرائیل میں (۲) وَيَمْحُ اللَّهُ شُرَاى میں (۳) وَيَدْعُ  
 الدَّاعِ قمر میں۔ (۴) سَتَدْعُ الزُّبَانِيَةَ علق میں۔

علامہ دانیؒ کے نزدیک انہیں کلمات از بعبہ کے مانند سورہ تحریم میں بھی وَصَالِحُ  
 الْمُؤْمِنِينَ کے حذف واؤ پراقتاف ہے۔

اور جو واؤ تماشل فی الرسم کی وجہ سے محذوف ہوگا اس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) یہ کہ کسی کلمہ میں دو واؤ اصلیہ بنائیے ہوں جیسے دَاوَدَ  
 (۲) یہ کہ ایک واؤ اصلیہ ہو اور ایک صورت ہمزہ جیسے تُوِيْ اور تُوِيْهِ اور مَسْئُوْلًا

وغیرہ۔

(۳) یہ کہ ایک واؤ اصلیہ ہو اور دوسرا واؤ ازائدہ جمع کا جیسے وَإِنْ تَلَوْا اور وَلَا تَلَوْا۔

لَا تَسْتَوْنَ۔ الْخَاوِنَ ان سب صورتوں میں ایک واؤ مرسوم ہوگا۔  
 محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## ﴿دسویں فصل﴾

### حذف یاء کا بیان

یاء چاہے لام کلمہ کی ہو یا یائے متکلمہ ہو اکثر فواصل میں اور کہیں کہیں غیر فواصل میں جو ما قبل کے کسرہ پر اکتفا کر کے حذف کی گئی ہے وہ تمام قرآن کی سورتوں کی ترتیب کے مطابق بیان کی جاتی ہیں۔

بقرہ میں فَارْهَبُونِ مے - فَاتَّقُونِ مے - وَلَا تَكْفُرُونِ مے - دَعْوَةَ الدَّاعِ مے - إِذَا دَعَانِ مے - وَاتَّقُونِ مے يَا أُولِي الْأَلْبَابِ  
 آل عمران میں وَمَنِ اتَّبَعْنِي مے - وَأَطِيعُوا مے - وَخَافُونَ مے  
 نساء میں يُؤْتِ مے اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ  
 مائدہ میں وَآخِشُونَ مے الْيَوْمِ اور وَآخِشُونَ مے وَلَا تَشْتَرُوا  
 انعام میں يَقْضِ مے ① الْحَقِّ - وَتَذْهَبَانِ مے  
 اعراف میں ثُمَّ كِيدُونَ مے - فَلَا تَنْظُرُونَ مے -  
 یونس میں وَلَا تَنْظُرُونَ مے - وَنُنَجِّ مے الْمُؤْمِنِينَ - فَلَا تَسْتَلِنِ مے - ثُمَّ لَا  
 تَنْظُرُونَ مے - وَتُخْسِرُونَ مے - وَيَوْمَ يَأْتِ مے لَا تَكَلِّمُ  
 یوسف میں لَوْلَا أَنْ تَفْنَدُونَ مے - فَارْسَلُونِ مے - وَلَا تَقْرَبُونِ مے - وَحَتَّى  
 تَوْتُونَ مے

www.KitaboSunnat.com

توتون مے

① یہ مثال موافق قراء ائمہ امام ابو عمرو بصری و امام ابن عامر شامی و امام حمزہ و امام کسائی کی قرآءت کے موافق ہے اس لئے کہ امام نافع "امام ابن کثیر کی" اور امام عاصم کوئی نے اس لفظ کو يَقْضِ یعنی بجائے سکون قاف کے ضمہ اور بجائے ضاد کسور کے صاد مشدّد مضموم پڑھا ہے۔ محمد عنایت اللہ الاعظمی

رعد میں الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ہے - وَ إِلَيْهِ مَتَابِ ہے - فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ہے  
 ابراہیم میں وَخَافَ وَعِيدِ ہے - بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ ہے - وَتَقَبَّلَ دُعَاءِ ہے  
 حجر میں فَلَا تَفْضَحُونِ ہے - وَلَا تَخْرُورِنِ ہے  
 نخل میں فَاتَّقُونِ ہے - فَأَرْهَبُونِ ہے -  
 بنی اسرائیل میں آخَرْتَنِ ہے - فَهُوَ الْمُهْتَدِ ہے  
 کہف میں فَهُوَ الْمُهْتَدِ ہے - وَأَنْ يَهْدِيَنِ ہے - وَإِنْ تَرَنِ ہے - وَأَنْ يُؤْتِيَنِ  
 ہے - عَلَى أَنْ تَعْلَمَنِ ہے - مَا كُنَّا نَبِغِ ہے  
 ط میں أَلَا تَتَّبَعُنِ ہے  
 انبیاء میں فَاعْبُدُونِ ہے - فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ہے - وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ ہے  
 حج میں وَالْبَادِ ہے - فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ہے - وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِي  
 مومنوں میں بِمَا كَذَّبُونِ ہے - فَاتَّقُونِ ہے - أَنْ يَحْضُرُونِ ہے - رَبِّ  
 اُرْجِعُونِ ہے - وَلَا تَكْلِمُونِ ہے  
 اور شعراء میں أَنْ يُكَذِّبُونِ ہے - أَنْ يَقْتُلُونِ ہے - فَهُوَ يَهْدِيَنِ ہے -  
 وَيَسْقِيَنِ ہے - ثُمَّ يُحْيِيَنِ ہے اور کلمہ وَأَطِيعُونَ (ہے) آٹھ جگہوں میں اور اِنَّ  
 قَوْمِي كَذَّبُونِ ہے  
 نخل میں عَلَى وَاذِ الْمَثَلِ - اَتِمِدُونِ ہے - فَمَا اتَانِ مَ اللَّهُ - حَتَّى  
 تَشْهَدُونِ ہے  
 قصص میں أَنْ يَقْتُلُونِ ہے - أَنْ يُكَذِّبُونِ ہے  
 عنکبوت میں فَاعْبُدُونِ ہے  
 روم میں بَهْدِ الْعُمَى

سبائیں گَالِجَوَابِ ۛ - وَنَكِيرِ ۛ

فاطریں وَنَكِيرِ ۛ

یس میں اِنْ يُّرْدِنِ ۛ - وَلَا يُنْقِذُونَ ۛ - فَاسْمَعُونَ ۛ

صافات میں سَتْرُدِينَ ۛ - اِلَى رَبِّكَ سَيَّهْدِيْنَ - صَالِ ۛ اَلْجَحِيْمِ

ص میں عَذَابِ ۛ - فَحَقَّ عِقَابِ ۛ

زمر میں يَا عِبَادِ ۛ - فَاتَّقُونَ ۛ - فَبَشِّرْ عِبَادِ ۛ

مومن میں عِقَابِ ۛ - يَوْمَ التَّلَاقِ ۛ - يَوْمَ التَّنَادِ ۛ - يَقَوْمِ اتَّبِعُونَ ۛ

شوریٰ میں الْجَوَارِ ۛ

زخرف میں سَيَّهْدِيْنَ ۛ - وَاتَّبِعُونَ ۛ - وَأَطِيعُونَ ۛ

دخان میں اَنْ تَرَّجُمُونَ ۛ اَلْمُنَادِ ۛ

دو جگہ وَرَعِيْدِ ۛ

ذاریات میں لِيَعْبُدُونَ ۛ - اَنْ يُطِيعُونَ ۛ - فَلَا تَسْتَعْجِلُونَ ۛ

قمر میں فَمَا تَغْنِ ۛ اَلنَّذْرِ - يَدْعُ الدَّاعِ ۛ - مُهْطِعِينَ اِلَى الدَّعِ ۛ -

اور چھ جگہ نَذْرِ ۛ

رحمن میں وَلَهُ الْجَوَارِ ۛ

ملک میں نَذِيرِ ۛ - نَكِيرِ ۛ

نوح میں وَأَطِيعُونَ ۛ

مرسلات میں فَكَيْدُونَ ۛ

کورت میں الْجَوَارِ ۛ اَلْكُنَسِ ۛ

نجر میں اِذَا يَسِرِ ۛ - وَبِالْوَادِ ۛ - اَكْرَمِ ۛ - اَهَانِ ۛ

کافرون میں وَلِيَّ دِينٍ میں ان سب کلمات مذکورہ کی یاء محذوف ہے۔

﴿فائدہ﴾: بعض نے ان یاءات محذوفات کے علاوہ اور پانچ کلمات کو بھی یائے محذوفہ میں شمار کیا ہے۔ طہ میں بِالْوَادِیِّ الْمَقْدَسِ طُوًى اور شعراء میں مَعِيَ رَبِّي سَيَّهْدِينِ میں اور قصص میں الْوَادِیِّ الْأَيْمَنِیِّ میں اوراق میں وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِیُّمُ اور نازعات میں بِالْوَادِیِّ الْمَقْدَسِ طُوًى۔

﴿قاعدہ﴾: یاء متکلم ہر منادئی سے محذوف ہوگی جیسے یَلْعَبَادِیِّ اور یَقُوْمِ وغیرہ مگر زمر اور عنکبوت میں یَلْعَبَادِیِّ الدِّیْنِ کی یاء متکلم ہر منادئی سے محذوف نہیں اور یَلْعَبَادِیِّ لَا خَوْفٌ زخرف میں مختلف فیہ ہے۔

﴿قاعدہ﴾: جو یائے منونہ بسبب کسرہ ماقبل کے ساکن کی گئی ہو وہ ہر جگہ محذوف ❶ ہوگی مثل غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ - مِنْ وَالٍ - غَوَاشٍ وغیر ذلک۔  
﴿قاعدہ﴾: جس کلمہ میں دو یاء ہوں گی اس سے بوجہ تماشل ایک یاء محذوف ہوگی جیسے یُحْسِي اور یَسْتَحْسِي وغیرہ۔

﴿فائدہ﴾: بقرہ میں جس قدر اَبُو اِهْمَ ہیں بعد ہاء کے ان سب کی یاء غیر مرسوم ہے اسی طرح اِلْفِهِمْ میں بعد ہمزہ کے یاء محذوف ہے جس طرح اس کے لام کے بعد الف محذوف ہے۔

﴿گیارہویں فصل﴾

## زیادت اور اثبات الف کا بیان

جوالف ❷ زائد عن اللفظ مرسوم ہو اس کو اثبات الف کہتے ہیں۔

- ❶ یہ حذف بوجہ اجتماع ساکنین بین الیاء والتنویں ہے۔ محمد حسین مالک انوئی
  - ❷ خواہ زائد عن المعنی ہو جیسے یَدْعُوْا اور لِشَاۤیِءٍ اور لَا اَذْبَحْنَهُ یا زائد عن المعنی نہ ہو جیسے واو جمع مثلاً قَالُوْا اور لَكِنَّا وغیرہ۔ قاری احمد ضیاء بن المصنف
- محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



﴿قاعده﴾ اگر واؤ جمع کے بعد ضمیر نہ ہو تو اس کے بعد الف ہر جگہ مرسوم ہوگا۔  
جیسے قَالُوا اور وَاطمَنُوا بہا وغیرہ مگر جَاءُ وُ اور وَبَاءُ وُ میں واؤ جمع کے بعد الف  
محذوف ہوگا اسی طرح بقرہ میں فَإِنْ فَاءُ وُ اور فرقان میں وَعَتَوْ عَتُوا کبیراً اور سبائیں  
وَالَّذِينَ سَعَوْ اور حشر میں تَبَوَّؤ الدَّارِ میں بھی بعد واؤ کے الف محذوف ہوگا۔

﴿قاعده﴾ جو ہمزہ بہ شکل واؤ مرسوم ہے اس واؤ کے بعد الف زائد مرسوم ہے۔  
جیسے فِیْكُمْ شُرْكَؤُ النعام میں اور اَمْ لَهُمْ شُرْكَؤُ شوری میں۔ ایسے ہی فَسَوْفَ  
يَأْتِيهِمْ اَنْبِؤُا النعام میں اور شعراء میں۔ اسی طرح عَلِمُوا بِنَبِیْ اِسْرَائِیل شعراء میں اور  
مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَؤُا فاطر میں ایسا ہی اَلضَّعْفُؤُ اور فِیْ اَمْوَالِنَا مَا نَشِؤُا اور غافر میں  
وَمَا دُعُوا الْکَافِرِیْنَ اور روم میں شَفَعُوا اور صفات میں اَلْبَلِؤُا الْمُبِیْن اور دخان میں  
بَلِؤُا مُبِیْن اور متحہ میں اِنَّا بُرَؤُا مِنْكُمْ میں بھی بعد واؤ کے الف مرسوم ہے۔

لیکن اَبَسُوا میں اختلاف ہے یعنی بعض میں اسی طرح مرسوم ہے اور بعض میں بجائے واؤ  
کے الف مرسوم ہے۔

اسی طرح لفظ جَزَؤُا یہ سات جگہ آیا ہے۔

(۱) جَزَؤُا السَّیِّئَةِ شوری میں (۲) اِنَّمَا جَزَؤُا الَّذِیْنَ۔ (۳) وَذَلِکَ  
جَزَؤُا الظَّالِمِیْنَ یہ دونوں مادہ میں (۴) وَذَلِکَ جَزَؤُا الظَّالِمِیْنَ حشر میں (۵)  
جَزَؤُا الْمُحْسِنِیْنَ زمر میں (۶) جَزَؤُا الْحُسْنٰی کہف میں۔ (۷) وَذَلِکَ  
جَزَؤُا مَنْ تَزَكٰی لیکن آخر کے تین کلمات میں بین الالف بعض مصاحف میں واؤ لکھا ہے  
اور بعض میں نہیں لکھا گیا ہے۔

﴿قاعده﴾ صیغہ واحد میں بعد واؤ اصلہ کے ہر جگہ الف مرسوم ہوگا جیسے یَدْعُوا - لَیْسَلُوا  
وغیرہ گرساء میں عَسٰی اللہ اَنْ یَعْفُو عَنْهُمْ میں بلا الف مرسوم ہے۔

﴿قاعده﴾ ہمزہ وصل بہ شکل الف ہر جگہ ثابت اور مرسوم ہوگا مگر پانچ مواقع میں محذوف یعنی غیر مرسوم ہوگا۔

(۱) لَفْظِ بِسْمِ اللّٰهِ مِیْن

(۲) جب ہمزہ وصل پر لام تاکید یا لام جارہ داخل ہو مثلاً لِلَّذِیْنَ - لِلّٰهِ اور وَلِلدَّارِ

وغیرہ

(۳) ہمزہ وصل سَنَّالَ یَسْتَلُّ کے امر کا جب بعد واو یا فاء کے واقع ہو مثلاً وَاسْتَلُّوا - فَسْتَلُّوا وغیرہ (۴) ہمزہ وصل مکسور بعد ہمزہ استفہام کے مثلاً اتَّخَذْتُمْ - اَفْتَرَا - اَسْتَكْبَرْتُ وغیرہ کے اور بعد ہمزہ استفہام ہمزہ وصل مفتوح مثلاً اَلنَّوْنِ - اَلذِّكْرِیْنِ - اَللّٰهُ مِیْن حَذْفِ اور اثبات کی بابت اختلاف ہے۔ علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اثبات وجہ ہے۔ (۵) قبل ہمزہ اصلی ساکنہ کے جب ہمزہ وصل واو یا فاء کے بعد واقع ہو تو محذوف الرسم ہوگا مثلاً وَاتُوا البیوتِ اور فَاتُوا حَرثُکُمْ وغیرہ۔

﴿قاعده﴾ منصوب منون ہر جگہ بشکل الف مرسوم ہوگا جیسے عَلِیْمًا - حَکِیْمًا وغیرہ مگر جب ہمزہ مطرفہ منصوب منون واقع ہو تو تماثل فی الرسم کی وجہ سے منصوب منون کا الف محذوف ہوگا جیسے مُتَّکًا - مَلْجًا - غُفَاءً - جُفَاءً وغیرہ۔ مگر شَیْئًا مِیْن چونکہ ہمزہ محذوف ہے اس لیے وجہ سے منصوب منون بشکل الف ہے اسی طرح تائے تانیث میں منصوب منون بہ شکل الف نہ ہوگا جیسے رَحْمَةً وغیرہ۔

﴿فائدہ زائدہ﴾ اگرچہ وقف تابع رسم خط کے ہے لیکن موافقت باب کی وجہ سے مَلْجًا - جُفَاءً پر بھی مثل عَلِیْمًا وغیرہ کے وقف الف ہی کے ساتھ مرسوم ہوگا۔

﴿فائدہ﴾ کہف میں لَکِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ اور احزاب میں اَلظُّنُونَا - اَلرَّسُولَا - اَلسَّیْلَا اور ہر میں سَلْسِلَا اور پہلا قَوَارِیْرًا ان سب میں بالاتفاق الف مرسوم ہے اور

ثانی قَوَارِیْرًا میں اختلاف ہے۔

لَوْلَا میں بعد واؤ مستطرفہ کے صرف حج میں بالاتفاق الف مرسوم ہے اور فاطرود ہر میں اختلاف ہے یعنی بعض اہل رسم الف کے ساتھ روایت کرتے ہیں اور بعض بغیر الف کے۔  
 ثَمُودَ اسورہ ہود اور فرقان اور عنکبوت اور نجم میں بعد دال کے الف مرسوم ہے۔  
 مَائَةً اور مَائَتَيْنِ میں بعد میم کے بالاتفاق الف مرسوم ہے لیکن فِئَةً اور فِئَتَيْنِ بلا الف مرسوم ہیں اور وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايٍ میں بعد شین کے الف مرسوم ہے۔  
 اسی طرح لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور لَا إِلَهَ إِلَّا الْجَبِّحِيمُ اور لَا أَذْبَحْنَهُ اور لَا أَنْتُمْ اور لَا أَوْضَعُوا میں بعد لام الف کے اور أَنْ تَبُوءَ ا میں بعد ہمزہ کے اسی طرح الْرَبِّوَا میں بھی بعد واؤ کے الف زائد ہے۔

## ﴿بارہویں فصل﴾

### اثبات یاء کا بیان

جن کلمات میں خلاف قاعدہ یاء زائد لکھی گئی ہے اس کو اثبات یاء کہتے ہیں۔  
 جیسے آل عمران میں أَقَانِنُ مَاتٍ اور انعام میں مِنْ نَبَائِ الْمُرْسَلِينَ اور یونس میں مِنْ تَلْقَائِي نَفْسِي اور نحل میں اِيْتَائِي ذِي الْقُرْبَىٰ اور طہ میں اِنَائِي اللَّيْلِ اور انبیاء میں أَقَانِنُ مَتَّٰ اور شعراء میں مِنْ وَرَائِي حِجَابٍ اور روم میں بِلِقَائِي رَبِّهِمْ اور لِقَائِي الْآخِرَةِ اور زاریات میں بَايِدٌ وَاِنَّا اور ن میں بَايِكُمْ الْمَفْتُونِ ان سب میں بعد الف کے یاء زائد مرسوم ہے۔

اور مَلَانِهِ وَمَلَانِهِمْ میں بعد ہمزہ کے یاء مرسوم ہے اسی طرح اَلَّتِي تُظْهِرُونَ وَاَلَّتِي يَنْسَنَ اور وَاَلَّتِي لَمْ يَحْضَنْ - اِلَّا اَلَّتِي میں بعد ہمزہ کے یاء مرسوم ہے۔  
 ﴿تنبیہ﴾ مِنْ نَبَاءٍ مُوسَىٰ اور اِيْتَاءِ الزَّكْوَةِ جو قصص میں ہے اور مِنْ وَرَاءِ

حجَابِ جوا حزاب میں ہے بخذف الیاء مرسوم ہے۔

﴿فائدہ:﴾ اگرچہ تماثل فی الرسم کی وجہ سے بجائے دو یاء کے ایک یاء لکھی جاتی ہے لیکن اس قاعدہ سے چند کلمات مستثنیٰ ہیں (۱) عَلِیْنِ (۲) هَيْبِ (۳) يُهَيِّءُ (۴) وَمَكْرَ السَّيِّئِ اور (۵) اَفْعَيْنَا۔

اسی طرح يُحْيِيكُمْ - يُحْيِيهَا - يُحْيِينَ جو ساتھ ضمیر کے واقع ہو۔

اسی طرح لفظ بِسَيِّئَةٍ اور السَّيِّئَةُ اور اٰخِرَ سَيِّئًا معرفہ ہو یا نکرہ ان سب میں دو یاء مرسوم ہوں گی۔

﴿تنبیہ:﴾ اس فائدہ میں کہیں ایک یاء اصلی دوسری جمع کی ہوگی اور کہیں ایک یاء اصلی دوسری صورت ہمزہ ہوگی۔

﴿تیرھویں فصل﴾

## ابدال حرف کا بیان

ابدال حرف کی دو صورتیں ہیں:

(اول) یہ کہ بجائے الف کے واؤ مرسوم ہو۔

(دوم) یہ کہ بجائے الف کے یاء مرسوم ہو۔

یہ ابدال باعتبار تلفظ کے ہوتا ہے اور اس کی رسم باعتبار اصل کے ہوتی ہے اسی وجہ سے یہ رسم غیر قیاسی ہے اگرچہ بلحاظ تغیر تام ہونے کے اصل یہ ہے کہ جب ابدال باعتبار تلفظ کے ہو تو باعتبار رسم کے بھی ہو لیکن یہ رسم قیاسی ہے جیسے عَفَا - خَلَا اور اِنَّ صَلَاتِنِي وغيرہ اس وجہ سے یہ رسم محتاج بیان نہیں ہے۔

ابدال غیر قیاسی کے دو قاعدے ہیں۔

(۱) جو الف واؤ سے بدلا ہوا ہوتا ہے اور واؤ کی شکل میں لکھا جاتا ہے اسی وجہ سے چار محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کلمات یعنی صَلَوَة - زَكْوَة - حَيَوَة - رَبُو اچا ہے معرف باللام ہوں یا غیر معرف ہر جگہ واؤ کی شکل میں لکھے جائیں گے۔

لیکن صَلَوَة اور حَيَوَة جب کسی ضمیر کی طرف مضاف ہوں گے تو الف کے ساتھ مرسوم ہوں گے جیسے اِنَّ صَلَاتِي - صَلَاتِكَ اور حَيَاتِي وغیرہ پس یہ دونوں جب کسی اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں گے تو بشکل واؤ مرسوم ہوں گے مثل صَلَوَة الْعِشَاءِ وغیرہ کے۔

﴿فائدہ﴾ ان کلمات اربعہ کے علاوہ چار کلمات اور بھی ہیں کہ جن میں بجائے الف کے واؤ مرسوم ہے یعنی لَفْظِ بِالْغَدَاةِ وَالْعِشَاءِ اور نُورِ فِي لَفْظِ مُشْكُوَةٍ اور مَوْسَمِ فِي الْكَلْبَةِ اور نَجْمِ فِي مَنَوَةٍ۔

(۲) جو الف یا ء سے بدلا ہوا ہوتا ہے وہ یا ء کی شکل میں لکھا جاتا ہے چاہے اسماء میں ہو یا افعال میں اور اسماء معرف ہوں یا غیر معرف جیسے يُتَلَى - يُدْعَى - اَتُّكُم - اَرَانُكُمْ - مَجْرِبَهَا وَمُرْسُلَهَا اور مُوسَى - عِيسَى - بُشْرَى - اَلْحُسْنَى - اَلْعُسْرَى - اَزْطَى - اَذْنَى - اَرْبَى وغیرہ۔

لیکن اس قاعدہ سے پانچ کلمات مستثنیٰ ہیں (۱) وَمَنْ عَصَانِي ابراہیم میں (۲) اِنَّهُ مَنْ تَوَلَّاهُ حج میں (۳) اَلْاَقْصَا معرف اسرا میں اور غیر معرف دو جگہ صرف قصص میں (۴) سَيِّمَاهُمْ فتح میں (۵) طَعَا الْمَاءَ حاتہ میں ان سب کلمات کے الفات بصورت الف مرسوم ہیں۔

﴿تنبیہ﴾ جب الف یا ء بعد یا ء کے واقع ہو تو یہ الف بصورت الف مرسوم ہوگا جیسے دُنْيَا - اَلْعُلْيَا - اَلرَّءْيَا - اَلْحَوَايَا - فَاَحْيَا بِهِ - اَحْيَاكُمْ وغیر ذلک۔

﴿فائدہ﴾ كَلَّمَا الْجَنَّتَيْنِ اور رُسُلَنَا تَتْرًا میں بالاتفاق الف مرسوم ہے۔

﴿فائدہ﴾ تمام مصاحف میں اِلَى - حَتَّى - عَلَى یا ء کے ساتھ مرسوم ہیں اسی طرح يُوَيْلَتِي - يَحْسَرَتِي - يَا سَفِي - اَنِي بمعنی كيف اور مَتِي - عَسَى - بَلِي

کے الفات بھی ہر جگہ یاء کے ساتھ مرسوم ہیں اور لذی صرف لَدَى الْحَنَاجِرِ غافر میں مختلف  
 فیہ ہے یعنی بعض نے یاء کے ساتھ نقل کیا ہے اور بعض نے الف کے ساتھ اور لَدَا الْبَابِ جو  
 یوسف میں ہے الف کے ساتھ مرسوم ہے۔

﴿فائدہ:﴾ جو وَاوِیاء سے رسماً بدل کر الف کے ساتھ پڑھا جائے وہ یاء کی شکل میں لکھا جاتا  
 ہے اسی وجہ سے گیارہ کلمات یعنی بَأْسُنَا ضُحٰی اعراف میں اور وَأَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ  
 ضُحٰی ط میں اور مَا زَكٰی نُوْرٍمیں اور ضُحٰهَا - دَحٰهَا نازعات میں اور ضُطٰهَا -  
 تَلٰهَا - طَحٰهَا شمس میں اور وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی اور الْقَوٰی جہاں آئے  
 یہ سب یاء کی شکل میں لکھے جائیں گے پس جو وَاوِ الف سے بدلا ہوا ہو وہ الف ہی کے ساتھ مرسوم  
 ہوگا چاہے اسم ہو یا فعل جیسے الْصَّفَا وغیرہ۔

## ﴿چودھویں فصل﴾

### لام کا بیان

﴿قاعدہ:﴾ الَّذِی - الَّذِیْنَ - الَّذَانِ - الْاِیْلِ - الْاِیْلِی - الْاِیْلِی میں کثیر الدور ہونے  
 کی وجہ سے تخفیفاً ہر جگہ بجائے دو لام کے ایک ہی لام لکھا جائے گا جیسے الَّذِیْنَ اَضَلَّنَا -  
 وَالْاِیْلِ اِذَا یَغْشٰی - وَالْاِیْلِی یَاتِیْنَ - الْاِیْلِی اِحْصَنْتُ وَالْاِیْلِی یَنْسِنُ  
 ان کے علاوہ اگر کسی کلمہ میں دو لام ہوں گے تو دونوں لکھے جائیں گے جیسے اَللَّعْنُوْنَ -  
 اَللَّطِیْفُ - اَللّٰهُمَّ وغیرہ۔

تَمَّتْ بِعَوْنِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ عَلٰی ذٰلِكَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ  
 السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اٰمِیْنُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ بِجَاهِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّى  
 اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ وَاَوْلِیَآءِ اُمَّتِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

## ﴿تقریظات﴾

استاذ القراء والمجودین شیخ قاری مقبری محمد ضیاء الدین صدیقیؒ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ پاک کی حمد و ثنا سے زبان و قلم عاجز ہے جس نے ہم کو خاتم المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی امت مرحومہ میں پیدا فرمایا اور ہماری ہدایت کے لئے ایک جامع قانون قرآن پاک نازل فرمایا جس کی نظم اور فصاحت و بلاغت اور اخبار ماضیہ و آئیہ وغیرہ سب معجز ہیں، خصوصاً رسم خط عثمانی جو مجملہ تشابہات قرآنی ہے لَا یَعْلَمُ تَأْوِیْلَهُ اِلَّا اللّٰهُ جس کی صحت پر ہر قرآءت اور ہر روایت کی صحت کا مدار ہے یہ ایک عجیب رسم ہے کہ اسی ایک رسم خط سے جملہ قرآءات متواترہ مشہورہ سبعہ و عشرہ سب صحیح پڑھی جاتی ہیں اس خط کے خلاف کوئی قرآءت معتبر نہیں اسی وجہ سے یہ رسم خط مجملہ ارکان قرآن ہے۔ حضرت امام احمد ابن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ”یحرم مخالفة خط مصحف عثمان فی واو اویاء او الف او غیر ذلك“ حالانکہ کثرت سے ملفوظ مطابق مکتوب غلط صریح ہو جاتا ہے سچ ہے خطان لا یقاسان خط القوافی و خط القرآن بہر حال اس رسم خط پر پوری امت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور علماء عظام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے جس کی اہمیت فرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَةٍ سے واضح ہے۔ فن رسم خط میں کتب عربیہ متقعہ و راسخہ وغیرہ بہت سی ہیں مگر اردو زبان میں کوئی کتاب اس فن شریف کی باوجود حاجت شدیدہ نظر سے نہیں گزری۔

الحمد للہ والمنہ کہ اس حاجت کو میرے چھوٹے لڑکے حافظ قاری مولوی محبت الدین احمد سلمہ ربہ مدرس مدرسہ سبحانیہ الہ آباد نے پورا کیا اور اصول رسم خط میں ایک رسالہ موسوم بہ ”معرفة الرسوم“ جو ہدیہ ناظرین ہے باوجود قلت فرصت کے ایک عجیب ترتیب سے مرتب کیا



جس کو میں نے من اولہ الی آخرہ دیکھا اور کتاب مفتی علامہ دانی علیہ الرحمۃ کے مطابق پایا۔ واللہ  
للہ علی ذلک

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست  
آخر آمد زبیں پردہ تقدیر پدید

اللہ پاک اس کو قبول فرمائیں اور اس کے مؤلف کو دارین میں جزاء خیر دیں اور اس فن کے  
دوسرے جز و فروش کے تالیف و تکمیل کی توفیق عنایت فرمائیں (حضرتؒ کے فرمان کے مطابق  
کتاب میں فروش کے بیان کا اضافہ بھی کیا جا رہا ہے جو تقریظات کے فوراً بعد ہیں۔ یہ اضافہ راقم  
نے حضرت استاذ المکرم الشیخ القاری المقری محمد ادریس العاصم دامت برکاتہم کی کتاب ”نفائس  
البیان“ سے لیا ہے۔ قاری نجم الصبیح التھانوی عفی عنہ) آمین یا رب العالمین بجاہ سید  
المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اصحابہ اجمعین و اخر دعوانا ان  
الحمد لله رب العلمین۔

یوم یکشنبہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۶ ہجری حررہ العبد الضعیف ضیاء الدین احمد غفرلہ

مولانا قاری محمد عبدالکافی صاحب ”مہتمم مدرسہ سبحانیہ الہ آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَامِدًا وَّ مُصَلِّيًا وَّ مُسَلِّمًا یہ کتاب معرفة الرسوم میں نے اول سے آخر تک  
سنی علاوہ مسائل صحیح ہونے کے عبارت مضمون بھی ماشاء اللہ بہت دلچسپ ہے اس کتاب کی بہت  
زیادہ ضرورت تھی اس پر قرآن شریف کی صحت موقوف ہے کہیں پر غلطی ہو جانے سے کفر عائد ہو  
جاتا ہے اور نماز صحیح نہیں ہوتی جیسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تَحْشَرُونَ وغیرہ اور اس فن کے فوائد بہت  
کچھ ہیں ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ بغیر تعلم و تعلیم کے کلام مجید کسی کو آ نہیں سکتا اور نہ کوئی غیر  
اس کے پڑھنے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ قرآن مجید کے محفوظ رہنے کی یہ بھی ایک قوی وجہ ہو سکتی ہے اللہ

تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور مؤلف کو جزائے خیر عطا کرے اور ان کے علم و عمل اور حیات میں برکت دے۔ آمین ثم آمین

کتبہ فقیر محمد عبدالکافی عفی عنہ مہتمم مدرسہ سبحانیہ و امام جامع مسجد چوک الہ آباد

### ﴿قطعات تاریخ:﴾

(۱) قطعہ تاریخ طبع از طبع عالی تاج الشعراء ناخدائے سخن حضرت نوح ناروی مدظلہ العالی ہوگئی تالیف کیا اچھی کتاب قاری و حافظ پڑھیں گے بے گماں یہ ہے تحفہ اہل دیں کے واسطے نوح لکھ تاریخ ”جان ارمغان“

۱۳۳۶ھ

(۲) قطعہ تاریخ طبع من تصنیف منشی ثار احمد خان المتخلص بہ ثار بارہ بنکوی خوشنویس

حبذا قاری محبت الدین نوشت  
حافظ و قاری ضیاء الدین کہ او  
از ضیاء شد چرخ دیں را آفتاب  
از انتساب خاص و فیض عام او  
نسخہ مفتاح قرآن حکیم  
خواندش بر دل نماید فتح باب  
ایں چنین ”باد اپند شیخ و شاب  
سال طبع اور روی طبع شد

۱۳۳۶=۱۳۳۷+۹

۹

## فرش الحروف

### سورة الفاتحة تا سورة الاعراف

صِرَاطٍ - الصِّرَاطِ : پورے قرآن میں بالصاد لکھے جاتے ہیں۔  
 لفظ صِرَاطِ قرآن میں پینتالیس مقام پر آیا ہے۔ اصل میں یہ لفظ بِسْرَاطِ سَین کے ساتھ ہے۔ طاء کی مجاورت کی وجہ سے سین صاد سے بدلا اہل زبان کے لیے مثل اصل لغت کے ہو گیا قبل جو بالسین پڑھتے ہیں تو یہ قرآءت رسم کے خلاف نہ کہی جائے گی کیونکہ سین اصل ہے اور ظاہری رسم سے ہٹ کر رجوع الی اصل اللغت متعدد مواقع پر ثابت ہے۔

مَلِکِ حذف الف سے لکھے جاتے ہیں۔

تمام قرآن میں لفظ مَلِکِ بالالف صرف تین جگہ (فاتحہ۔ آل عمران۔ زخرف) میں پڑھا جاتا ہے اول میں اختلاف قرآءت ہے باقی دو میں باتفاق الف ہے۔ باقی سب جگہ اس کی قرآءت بغیر الف ہی ہے۔

فَاذْرَأْ تُمْ : (بقرہ ع ۹) پہلے الف کے بعد فاسے متصل ہے اور ہمزہ وصلی کی صورت میں ان دونوں الفات کا حذف۔

مَسْكِينٍ : بالحذف الالف

لفظ مَسْكِينِ قرآن میں بارہ جگہ وارد ہے ان تمام میں حذف الف ہے البتہ سورۃ المائدہ کے دوسرے مَسْكِينِ میں نصیر نے خلف روایت کیا ہے اور نافع سے حذف ہی ہے۔

يُخَذِعُونَ: بالحذف الالف ہی پورے قرآن میں وارد ہے۔

وَقَتِلُوهُمْ- وَلَا تَقْتُلُوهُمْ- يُقْتَلُونَكُمْ- قَتَلْتُمْكُمْ: (بقرہ ع ۲۳) یہ

چاروں کلمات بالحذف الالف ہیں۔

وَيَبْضُطُ: (بقرہ ع ۳۲) بِمُضَيِّطِرٍ (غاشیہ) الْمُضَيِّطِرُونَ (طور ع

۲) بالصاد لکھے جاتے ہیں۔ نیز بَضْطَةٌ (اعراف ع ۹) بھی بالصاد ہے۔

يَبْضُطُ اس جگہ کے علاوہ باقی قرآن میں ہر جگہ اصل کے مطابق بالسين ہے

اور ان حروف کو بالصاد لکھنے کی وجہ صِرَاطِ میں بیان ہو چکی ہے۔

اِهْبِطُوا مِصْرًا: (بقرہ ع ۷) تمام مصاحف میں بالالف ہے۔

مِيكَالَ: حذف الف کے ساتھ ہے (بقرہ ع ۱۲) اور یہ شمول قرآءت کے

لیے ہے۔

وَعَدْنَا: حذف الف کے ساتھ (بقرہ ع ۶-۱۷-۱۷-۱۷-۱۷) وارد

ہے۔

خَطِيئَتُهُ: طا اور ہاء کے درمیان دو شوشے ہیں اول یاء کا اور دوسرا تاء کا ہے

اور ہمزہ ساکن ہونے کی بنا پر اور الف شمول کی غرض سے محذوف ہے۔ (بقرہ ع ۹)  
 خَطِيئَتِكُمْ : (بقرہ ع ۶) خَطِيئَاتِنَا - خَطِيئَتُهُمْ میں الفات محذوف اشکل  
 ہیں۔

الصَّعِقَةَ - الرِّيحِ (بقرہ ع ۶ و ۲۰) میں حذف الف ہے۔ اور یہ شمول  
 قرآت کے لیے ہے۔

ذیل میں ہم قراء عشرہ کا الرِّيحِ اور الرِّيحِ کا اختلاف جدول کی صورت میں  
 پیش کر رہے ہیں۔ (بشکریہ ایضاح المقاصد)

## جدول القراءات العشر فی الریح والریاح

| العدد | آیات و سور               | سورہ  | القارون جمعاً                                   | القارون مفرداً           |
|-------|--------------------------|-------|---|--------------------------|
| ۱     | و تصريف الرياح           | بقرہ  | نافع، سکی، بصری، شامی،<br>عاصم، ابو جعفر، یعقوب | حمزہ، کسائی، خلف         |
| ۲     | وتذروه الرياح            | کہف   | ایضاً   | حمزہ، کسائی، خلف         |
| ۳     | و تصريف الرياح           | جاثیہ | ایضاً   | حمزہ، کسائی، خلف         |
| ۴     | ومن يرسل الرياح<br>بشراً | نمل   | نافع، بصری، شامی، عاصم،<br>ابو جعفر، یعقوب      | سکی، حمزہ، کسائی،<br>خلف |
| ۵     | وهو الذي يرسل<br>الرياح  | اعراف | نافع، بصری، شامی، عاصم،<br>ابو جعفر، یعقوب      | ایضاً                    |

| العدد | آیات و سور                        | سورہ     | القارون جمعاً   | القارون مفرداً                                     |
|-------|-----------------------------------|----------|---|--|
| ۶     | اللہ الذی ارسل<br>الرياح          | روم ثانی | نافع، بصری، شامی،<br>عاصم، ابو جعفر، یعقوب              | خلف  |
| ۷     | واللہ الذی ارسل<br>الرياح         | فاطر     | ایضاً   | ایضاً  |
| ۸     | وارسلنا الرياح لواقع              | حجر      | نافع، مکی، بصری، شامی،<br>عم، کسائی، ابو جعفر،<br>یعقوب | حمزہ خلف   |
| ۹     | اشتدت به الريح                    | ابراہیم  | نافع، ابو جعفر  | مکی، بصری، شامی،<br>عم، حمزہ، کسائی،<br>یعقوب، خلف |
| ۱۰    | ان یشا یسکن الريح                 | شوری     | نافع، ابو جعفر  | ایضاً  |
| ۱۱    | یرسل الريح بشرا                   | فرقان    | نافع، بصری، عاصم، حمزہ،<br>کسائی، ابو جعفر، یعقوب، خلف  | مکی  |
| ۱۲    | ومن آیاته ان یرسل<br>الرياح       | روم اول  | کلہم العشر  | X  |
| ۱۳    | اذا ارسلنا علیہم<br>الرياح العقیم | ذاریات   | X   | کلہم العشر   |
| ۱۴    | قاصفا من الريح                    | اسراء    | ابو جعفر  | کلہم السبعۃ و<br>یعقوب و خلف                       |
| ۱۵    | ولسلیمان الريح عاصفة              | انبیاء   | ابو جعفر  | ایضاً  |

| الحدود | آیات وسور            | سورہ | القارون       | القارون مفردا            |
|--------|----------------------|------|---------------|--------------------------|
| ۱۶     | اوتھوی بہ الريح      | حج   | خلف لابی جعفر | خلف لابی جعفر۔ باقین     |
| ۱۷     | ولسليمان الريح غدوها | سبا  | ابو جعفر      | كلهم السبعة و يعقوب وخلف |
| ۱۸     | فسخرناله الريح       | ص    | ابو جعفر      | ايضا                     |

تَفْدُوهُمْ (بقرہ ع ۱۰) حذف الف سے ہے۔ اور یہ شمول قرآءات کے واسطے ہے۔

تَظْهَرُونَ - أُسْرَى: (بقرہ ع ۹) أَلَيْتُمِي تینوں حذف الف سے ہیں۔  
دَفْعُ اللَّهِ: (بقرہ ع ۳۳-حج ع ۶) حذف الف سے ہے۔ اور یہ شمول قرآءات کے واسطے ہے۔

فَرِهْنِ: (بقرہ ع ۳۹) مُضْعَفَةٌ (آل عمران ع ۱۳) عَلَهُدُوا (بقرہ ع ۱۲-۲۲) تَشَابَهَ (بقرہ ع ۸) یہ سب کلمات بھی بالحذف ہیں۔ اول الذکر تین میں حذف الف شمول قرآءات کے لیے اور آخر الذکر ایک میں اختصار کے لیے ہے۔  
مگر تَشَابَهَ (آل عمران ع ۱) والا باثبات الف ہے۔

يُضَاعَفُ: (جس کیفیت پر بھی آئے) یعنی فَيَضَاعَفُهُ لَهُ (البقرہ) وَاللَّهُ يُضَاعَفُ لِمَنْ يَشَاءُ (البقرہ) يُضَاعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ (ہود)



فَيُضَاعَفُهُ لَهُ اور يُضَاعَفُ لَهُمْ (الحمدید) میں ہر جگہ حذف الف ہے اور بعض نے خلف کہا ہے۔ کِتَبَهُ (بقرہ ع ۲۰) باختلف ہے۔

کِتَابٌ میں چار جگہ الف کا اثبات (رعد ع ۶- حجر ع ۱- کہف ع ۴ کا دوسرا۔ نمل ع کا پہلا) بقایا میں حذف الف ہے۔

إِبْرَاهِيمُ : حذف الف کے ساتھ۔

سورة البقرہ میں لفظ إِبْرَاهِيمَ پندرہ جگہ ہے اس کی رسم مصحف کوفی، مصحف بصری اور مصحف شامی میں بغیر الف ہے۔ یعنی إِبْرَاهِيمَ اور مصحف مکی۔ مدنی اور امام میں بالياء ہے یعنی إِبْرَاهِيمَ۔ سورة البقرہ کے علاوہ باقی قرآن میں تمام مصاحف میں اس کی رسم بالياء ہی ہے۔

یہ لفظ قرآن میں کل انتہر مقام پر آیا ہے مگر امام شاطبی کے مطابق ان میں تینتیس مقام پر اختلاف قرآات ہے۔

أَوْصَى : امام شامی اور مدنی مصاحف میں واو سے قبل الف ہے اور بقایا مصاحف میں وَوَصَّى ہے دو واو سے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ (بقرہ ع ۱۴) واو کے حذف سے مصحف شامی میں ہے۔ نیز درج ذیل کلمات مصحف امام و مدنی میں اختلاف کے ساتھ ہیں۔ یعنی مصحف امام میں یہ کلمات اس طرح ہیں۔

سَارِعُوا: (آل عمران ع ۱۵) کی بجائے وَسَارِعُوا واو سے

يَقُولُ الَّذِينَ: (مائدہ ع ۸) وَيَقُولُ وَاوَّسَ  
 مَنْ يَرْتَدُّ: (مائدہ ع ۸) كَے بجائے مَنْ يَرْتَدُّ اِيك دال سے  
 الَّذِينَ اتَّخَذُوا: (توبہ ع ۱۳) كَے بجائے وَالَّذِينَ وَاوَّسَ  
 خَيْرًا مِنْهُمَا (كہف ع ۵) كَے بجائے خَيْرًا مِنْهَا وَاوَّسَ كَے صيغہ سے  
 فَتَوَكَّلْ (شعرا ع ۱۱) كَے بجائے وَتَوَكَّلْ وَاوَّسَ  
 دِينِكُمْ وَاَنْ (غافر ع ۳) كَے بجائے دِينِكُمْ وَاَنْ هَمْزہ سے  
 بِمَا كَسَبَتْ (شورى ع ۴) كَے بجائے فَبِمَا كَسَبَتْ فَاسَ  
 تَشْتَهِيهِ النَّفْسُ (زخرف ع ۷) كَے بجائے تَشْتَهِيهِ الْاَنْسُ  
 فَاِنَّ اللّٰهَ الْغَنِيُّ (حدید ع ۳) كَے بجائے فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ  
 فَلَا يَخَافُ (شمس) كَے بجائے وَلَا يَخَافُ-

وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ (آل عمران ع ۳) بالخلف ہے۔ اس میں بھی حذف شمول  
 قرأت کے واسطے ہے۔

طِيرًا (آل عمران ع ۵ مائدہ ع ۱۵) حذف الف ہے اور یہ حذف بھی شمول  
 قرأت کے واسطے ہے۔

وَقَاتِلُوا- ثُلُثَ- رُبْعَ- كِتَابَ اللّٰهِ (ع ۴) ضِعْفًا (ع ۱) عَقَدَتْ  
 (ع ۵) یہ چھ کلمات بھی حذف الف سے ہیں۔ آخر آل عمران میں قَاتِلُوا وَ  
 قَاتِلُوا میں امام حمزہ اور امام کسائی کے لیے تقدیم و تاخیر ہے یعنی قَاتِلُوا وَ قَاتِلُوا  
 اور دونوں قرأتوں کا انطباق اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ الف دونوں فعلوں میں  
 محذوف ہو۔ جبکہ ثُلُثَ وَ رُبْعَ- كِتَابَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اور ضِعْفًا میں

حذف الف اختصار کے لیے ہے۔ اور عَقَدَتْ میں حذف الف شمول قرآات کے واسطے ہے۔

مُرْغَمًا (ع ۱۴) فَلَقْتَلُوا كُمْ (ع ۱۲) لَمَسْتُمْ (نساء ع ۷)۔  
 مائدہ ع ۲) اَلْسَلَّمَ (مائدہ ع ۳-انعام ع ۱۵) رِسَالَتِهِ (مائدہ ع ۱۰-انعام ع ۱۵) یہ پانچ کلمات بھی حذف الف سے ہیں۔ ان کلمات میں سے مُرْغَمًا اور اَلْسَلَّمَ میں حذف اختصار کے لیے اور فِتِلُوا- لَمَسْتُمْ اور رِسَالَتِهِ میں شمول قرآات کے لیے ہے۔ یاد رہے کہ رِسَالَتِهِ میں لام کے بعد والا الف حذف ہو رہا ہے۔

بَلِغَ (مائدہ ع ۱۳) قِيَمًا (نساء ع ۱-مائدہ ع ۱۳) اَلْاَوَّلِينَ (مائدہ ع ۱۳) اَكْلُونَ (مائدہ ع ۶) حذف الف سے ہیں۔ بَلِغُ اور اَكْلُونَ میں حذف الف اختصار کے لیے اور قِيَمًا اور اَلْاَوَّلِينَ میں شمول قرآات کے لیے ہے۔

اَلْسَلَّمَ لَسْتِ (نساء ع ۱۳) بھی حذف الف سے ہے۔  
 مَسْكِينٍ (مائدہ ع ۱۳) حذف الف میں خلف ہے۔ اس کی تفصیل ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں۔

سَجِرًا (مائدہ ع ۱۵-یونس-ہود ع ۱) نصیر نے بالخلف روایت کیا ہے۔ اور ان تینوں میں اختلاف قرآات ہے۔

وَسَارِعُوا (آل عمران ع ۱۵) بالاثبات الواو کی۔ اور عراقی مصاحف کا رسم ہے اور مدنی و شامی میں حذف واو سے سارِعُوا ہے۔

بِالْبَيْتِ وَالزُّبْرِ (آل عمران ع ۱۹) اثبات باء سے شامی مصحف کا رسم ہے اور باقی مصاحف میں بِالْبَيْتِ وَالزُّبْرِ ہے قَلِيلًا مِنْهُمْ شامی مصحف کا رسم ہے بقایا میں قَلِيلٌ مِنْهُمْ ہے۔

مَنْ يَرْتَدِدْ (مائدہ ع ۸) مدنی۔ شامی اور امام کی رسم ہے اور عراقی مصاحف میں مَنْ يَرْتَدُّ ہے۔ ایک دال سے۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ عَرَقِي مصاحف میں ہے اور باقی مصاحف میں واؤ کے حذف سے يَقُولُ الَّذِينَ۔

بِالْعُدْوَةِ (انعام ع ۶۔ کف ع ۴) تمام مصاحف میں دال کے بعد واؤ مرسوم ہے۔ دراصل اس کلمہ میں دو قراءات ہیں بِالْعُدَاةِ جو کہ ماسوا شامی تمام قراء کی قراءات ہے اور شامی نے اسے بِالْعُدْوَةِ پڑھا ہے۔

فَرَقُوا (انعام ع ۲۰۔ روم ع ۴) حذف الف سے ہے۔ اور یہ حذف الف شمول قراءت کے لیے ہے۔

وَلَا طَيْرٌ (انعام ع ۴) اَكْبَرُ (ع ۱۵) ذُرِّيَّتِهِمْ (ع ۱۰) تینوں الفاظ میں حذف الف ہے۔ اور ان تینوں کلمات میں حذف الف اختصار کے لیے ہے۔

فَلِيقُ الْحَبِّ لفظ فَالِيقُ میں اثبات الف قیاسی ہے اور حذف الف خلاف قیاس ہے تمام قراءات میں الف ہی سے پڑھا گیا مگر رسم میں فَالِيقُ الْحَبِّ میں خلف ہے اور فَلِيقُ الْاِصْبَاحِ میں باجماع اہل رسم حذف الف ہے۔ اور وَجَعِلُ الْاَنْبِيَا فِي الْاَلْبِیْلِ میں خلف ہے۔ جَعَلَ الْاَلْبِیْلِ میں کوفین نے بصیغہ ماضی مسروف پڑھا ہے اور نیر کوفین نے بصیغہ اسم فاعل اور مدفع لام پڑھا ہے۔

لَئِنْ أَنْجَيْتَنَا (انعام ع ۸) کوئی مصحف میں تاء کے حذف سے اَنْجِنَا ہے جمیم اور آخری الف کے درمیان آخری الف کے درمیان دو شوٹے ہیں پہلایا سے بدلا ہوا الف اور دوسرا نون کا ہے۔ باقی مصاحف میں تین شوٹے ہیں جو کہ یاء۔ تاء اور نون کے ہیں۔

وَلَدَارُ الْآخِرَةِ كَمَا سَوَّاهُ مصحف کے دیگر سب مصاحف نے وَلَدَارُ الْآخِرَةِ یعنی دو لاموں سے روایت کیا ہے۔ جبکہ شامی مصحف میں وَلَدَارُ الْآخِرَةِ ہے۔

أَوْلَادَهُمْ بِشُرْكَائِهِمْ (انعام ع ۱۶) کا الف کے بعد والا ہمزہ (جو مصحف شامی میں ہے اور بقایا قرآنوں میں یہ ہمزہ واؤ کی صورت ہے یعنی اس طرح شُرْكَاءُهُمْ۔

### سورة الاعراف تا سورة مریم

بَطِلٌ (اعراف ع ۱۶۔ ہود ع ۲) طِبْرُهُمْ (اعراف ع ۱۶) کَلِمَتِهِ حذف الف سے روایت کیا ہے۔

خَطِيئَتُكُمْ (اعراف ع ۲۰) خَطِيئَتِهِمْ (نوح ع ۲) حذف الف اور اثبات یاء کے ساتھ آیا ہے۔

الْخَبِيثُ (اعراف ع ۱۹۔ انبیاء ع ۵) حذف الف ہے۔

سَجِرٌ (اعراف ع ۱۳۔ یونس ع ۸) میں بعض قرآنوں میں الف سین کے بعد اور بعض میں حاء کے بعد آتا ہے۔ اور یہ قراءات کے اختلاف کی وجہ سے اس

طرح لکھا گیا ہے۔

سَحَّارِ (شعراء ع ۳) بالافتاق حاء کے بعد اثبات الف سے ہے۔

وَرِيثًا (الاعراف ع ۳) بعض قرآنوں میں یاء کے بعد بالالف ہے یعنی

وَرِيثًا۔ گو باثبات الف کوئی قرأت نہیں ہے مگر یہ رسم ملتا ہے۔

مَسَّهُمْ طَيْفٌ (الاعراف ع ۲۴) میں طاء کے بعد الف میں خلف ہے۔

حذف الف والی رسم کو اختیار کیا جائے گا کیونکہ یہ حذف شمول قرآت کا ہوگا۔

بَصُطَةً (الاعراف ع ۹) بالصاد لکھا جاتا ہے۔ بالصاد لکھنے کی وجہ صِرَاطٍ

میں مذکور ہو چکی ہے۔

وَقَالَ الْمَلَأُ (ع ۱۰) میں قال سے پہلے واؤ شامی مصحف میں ہے اور باقین

میں بغیر واؤ کے مرسوم ہے یعنی قَالَ الْمَلَأُ

وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ (ع ۵) شامی مصحف میں حذف واؤ سے مَا كُنَّا

ہے۔ دیگر مصاحف میں واؤ مرسوم ہے۔

قَلِيلًا مَا يَتَذَكَّرُونَ (ع ۱) شامی مصحف میں قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ہے۔

وَإِذَا نَجَّيْتُمْ شامی مصحف کا رسم ہے اور باقی مصاحف میں وَإِذَا أَنْجَيْنَاكُمْ

ہے بہر حال تمام مصاحف میں جیم اور نون کے بعد والالف محذوف ہے۔

أَمْنِيَّتِكُمْ (انفال ع ۳) لِأَمْنِيَّتِهِمْ (قد فتح المؤمنون ع ۱)

جمع مونث سالم میں جب دو الف ہوں تو محذوف ہوں گے لہذا أَمَانَاتُ

کے دونوں الفوں کا حذف قاعدہ کے مطابق ہے یاد رہے کہ سورۃ المؤمنون اور

المعارج میں اس کلمہ کو مکی نے واحد اور باقین نے جمع سے پڑھا ہے۔

مَسْجِدَ اللَّهِ (توبہ ع ۳) جمع مکسر بروزن مفاعل کا الف محذوف ہوتا ہے لہذا مَسَاجِدُ کے الف کا حذف قاعدہ کے مطابق ہے اس کلمہ کو کی اور بصر بین نے مفرد اور باقیں نے جمع پڑھا ہے۔ حضرت استاذ المکرمؒ اپنی شرح راسیہ میں فرماتے ہیں کہ امام شاطبیؒ کی تخصیص ذکر کی وجہ بھی یہی ہے۔ خِلْفَ رَسُولِ اللَّهِ (ہود ع ۱۱) اس میں الف محذوف ہے۔

وَلَا أَوْ ضَعُوءًا (توبہ ع ۷) میں لام کے بعد الف کی زیادتی تحریر میں لائی گئی ہے۔

لَا أَذْبَحْنَهُ (نمل ع ۲) میں بھی لفظ میں الف زائد لکھا گیا ہے۔  
لَا إِلَى اللَّهِ (آل عمران ع ۱۷) لَا إِلَى الْجَحِيمِ (صافات ع ۲) میں الف زیادہ لکھنے میں خلف ہے۔

تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ کو کی مصحف میں مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ (توبہ ع ۱۳) یعنی من جارہ کے اضافے سے لکھا گیا ہے۔

توبہ ع ۹ و ۱۱ میں بالاتفاق مِنْ تَحْتِهَا ہے۔  
وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا كُشَايَ أَوْ دَنِيَّ مَصْحَفٍ فِيهِ دَاوُدُ كَمَا حَذَفَ مِنَ الَّذِينَ اتَّخَذُوا لِكُفَاةٍ (توبہ ع ۱۳)

يُسَيِّرُكُمْ (يونس ع ۳) کو شامی مصحف میں يَنْشُرُكُمْ لکھا گیا ہے۔  
غَيْبَتِ الْجُبِّ (يوسف ع ۲) آيَةُ اللَّسَّانِ لَيْلِينَ (يوسف ع ۲) اور عَلِيَّ بَيْنَتِ (فاطر ع ۵) ان تینوں کلمات میں اول الذکر میں تو اجماعاً الف محذوف ہے اور ثانی الذکر دونوں کلمات میں خلف ہے مگر حذف مشہور ہے۔ اور



یہ حذف شمول قرآات کے لیے ہے۔

حُشَّ لِلَّهِ (یوسف ع ۴-۷) میں شین کے بعد الف حذف ہے۔ اور یہ

حذف شمول قرآات کے لیے ہے۔

لَدَا الْبَابِ (یوسف ع ۳) والا الف سے ہے۔ اور (غافر ع ۲) میں لَدَى

الْحَنَاجِرِ میں خلف ہے یعنی الف اور یاء دونوں ثابت ہیں۔ مگر امام شاطبی نے  
حزر میں فرمایا ہے کہ ان دونوں مقام پر مالہ نہ ہوگا۔

نُجِّيْ (یوسف ع ۱۲-انبیاء ع ۶) کو ایک نون سے لکھا گیا ہے جبکہ نُجِجِي

الْمُؤْمِنِينَ (یونس ع ۱۰) بالا جماع دونوں سے ہے۔ سورۃ یوسف اور الانبیاء  
میں حذف نون شمول قرآات کے واسطے ہے۔

وَسَيَعْلَمُ الْكُفْرُ (یوسف ع ۶) میں حذف الف سے مرسوم ہے۔ اور یہ

حذف شمول قرآات کے لیے ہے۔

لَا تَأْتِي سُوًّا (یوسف ع ۱۰) لَأَيَّائِنَسُ (یوسف ع ۱۰) لَمْ يَأْتِي سُوًّا (رعد

ع ۴) إِذَا اسْتَيْسَسُ (یوسف ع ۱۲) فَلَمَّا اسْتَيْسَسُوا (یوسف ع ۱۰) پانچوں

کلمات میں ہمزہ بے صورت ہے کیونکہ ساکن کے بعد ہے اور اول الذکر تین میں

سب مصاحف میں تا اور یاء کے بعد الف مرسوم ہے اور باقی دو کلمات میں الف

میں خلف ہے یعنی بعض مصاحف میں مرسوم ہے اور بعض میں مرسوم نہیں ہے۔

پہلے تین لفظوں میں روایت بڑی کی صریح رعایت ہے اور دوسرے دو لفظوں میں

غیر بڑی کی قراءات کی رعایت ہے۔ ان پانچوں لفظوں میں بڑی کے لیے بالخلف

الف کو یاء پر مقدم کر کے پڑھا گیا ہے یعنی تَأَيَسُوا - يَأَيَسُ - اسْتَأَيَسُ -

اِسْتَا يَسُوْا - اور دوسری قراءات جو باقیین کی اور بڑی کی دوسری وجہ ہے یاء ساکنہ کے بعد ہمزہ ہے۔

بِاَيِّمِ اللّٰهِ (ابراہیم ع ۱) کی یاء لکھنے میں خلف ہے۔ یعنی رسم دو طرح ہے ایک الف سے بِاَيَّامِ اللّٰهِ - دوسرے یاء کے ساتھ بِاَيِّمِ اللّٰهِ - اور اس رسم میں دو یاء کی شکلیں جمع ہیں اور تماثل کی بناء پر ایک یاء محذوف نہیں ہوئی بلکہ دونوں مرسوم ہیں۔

طَبْرُهُ فِى عُنُقِهِ (اسراء ع ۲) محذف الف ہے۔ اَوْ كِلَهُمَا کے الف میں خلف ہے۔ كِلَاهُمَا کا رسم دو طرح صحیح ہے اور ایک طرح غلط صحیح یہ ہیں (۱) كِلَاهُمَا (۲) كِلَهُمَا (۳) اور غلط یہ ہے كِلْنَهُمَا - بہر حال یہ حذف اختصار کے لیے ہے۔ کلاہما کے الف میں امام حمزہ وکسائی کے لیے امالہ ہے علامہ شاطبی نے امالہ کی دو توجیہ بتلائی ہیں یہ کہ امالہ یا تو کاف کے کسرہ کی وجہ سے ہے یا اس کی وجہ الف کا یاء سے بدلا ہوا ہونا ہیں۔ اہل لغت کے دونوں قول ہیں یعنی الف مبطل عن الواو اور مبطل عن الیاء۔

سُبْحٰنُ قُلْ (اسراء ع ۱۰) میں حذف الف ہے۔ اور یہ شمول قراءات کے لیے ہے۔

تَزُوْرُ (کہف ع ۲) زَكِيَّةٌ - لَتَّخَذَتْ - كَلِمَتُ رَبِّيْ تمام میں حذف الف ہے۔ پہلے تین کلمات میں حذف الف شمول قراءات کے لیے ہے اور كَلِمَتُ رَبِّيْ میں حذف الف اختصار کے لیے ہے۔

خَرَجَا (کہف ع ۱۱ - مومنون ع ۴) فَخَرَجُ (مومنون ع ۴) میں اول

الذکر کے الف میں خلف ہے اور ثانی الذکر میں الف مرسوم ہے۔ یاد رہے کہ پاکستانی مطبوعہ قرآنوں میں فَخْرًا جُ میں الف مرسوم نہیں۔ دونوں کلمات میں حذف الف کی وجہ شمول قراءات ہے۔

اُتُونِي (کشف ع ۱۱) میں ایک الف تماشل کی بنا پر محذوف ہے۔

سوال: تمام مصاحف میں اُتُونِي ہے اِيتُونِي کبھی بھی نہیں تو پھر اِيتُونِي قراءات بھمزہ الوصل کا انطباق اُتُونِي پر کیسے ہوگا۔ اِيتُونِي ہمزہ وصل والی قراءت کا تقاضہ ہے کہ ہمزہ اور تاء کے درمیان یاء بھی مرسوم ہو جو کبھی بھی مرسوم نہیں؟

جواب: قراءات کے رسم پر انطباق کی دو قسمیں ہیں:

(۱) حقیقی انطباق (۲) تقدیری انطباق

ہمزہ قطعی پڑھنے والوں کی قراءت کا انطباق حقیقی ہے اور ہمزہ وصلی پڑھنے والوں کا انطباق تقدیری ہے۔ یعنی لکھنے والوں کے سامنے ملحوظ تو دونوں قراءات تھیں مگر انہوں نے ایسا شمول کے لیے کیا۔

اِيتُونِي کے شمول کے لیے یہ توجیہ کی جائے گی کہ یاء تھنیفاً حذف کی گئی جیسا کہ اَلْفِيهِمْ میں حذف کی گئی یعنی چونکہ اَلْفِيهِمْ ایک مثال موجود ہے لہذا اس پر قیاس کر کے توجیہ اختیار کی گئی۔

نوٹ: انطباق تقدیری کا مطلب یہ ہے کہ بظاہر رسم پر کوئی قراءات اگر منطبق نہ ہو رہی ہو تو یہ فرض کرتے ہوئے کہ رسم عثمانی لکھنے والوں کے سامنے یہ قراءت بھی ملحوظ تھی مگر انہوں نے شمول کے لیے ایسا کیا اور پھر کسی معقول

توجیہ کے ذریعہ اس غیر منطبق کا انطباق ثابت کیا جائے۔ جیسے یہاں **الفہم** پر قیاس کے ذریعہ توجیہ اختیار کی گئی۔

**مَكْنِي** (کنف ع ۱۱) مکی مصحف میں دونوں سے ہے جبکہ بتایا مصاحف میں ایک نون سے ہے یعنی **مَكْنِي**۔

**لَا جَدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا** کوئی اور بصری مصاحف کا رسم ہے جبکہ مکی۔ مدنی اور شامی مصاحف میں **مِنْهُمَا** مرسوم ہے۔

## سورة مریمؑ تا سورة ص

**خَلَقْنَاكَ - اخْتَرْنَاكَ** (مریم ع ۱ - ط ع ۱) یہ کلمات حذف الف سے ہیں۔ دراصل یہ **خَلَقْنَاكَ** اور **خَلَقْنَاكَ** ہے۔ ایسے ہی **اخْتَرْنَاكَ** اور **اخْتَرْنَاكَ** ہے۔ **خَلَقْنَاكَ** امام حمزہ اور کسائی نے پڑھا ہے جبکہ باقیوں نے **خَلَقْنَاكَ** پڑھا ہے ایسے ہی **اخْتَرْنَاكَ** امام حمزہ کی قرأت ہے اور **اخْتَرْنَاكَ** باقیوں کی قرأت ہے۔ درج بالا عبارت سے مفہوم ہوا کہ حذف الف شمول قرأت کے لیے ہے۔

**لَا تَخْفُ دَرَكًا** (ط ع ۴) میں حذف الف میں اختلاف ہے۔ مگر **لَا تَخْفُ** (ط ع ۱ - ع ۳) اور **فَلَا يَخْفُ** (ط ع ۶) میں حذف الف پر اجماع ہے۔ مگر بہتر ہے **لَا تَخْفُ دَرَكًا** میں الف کا حذف ہی مانا جائے کیونکہ یہ حذف شمول قرأت کے واسطے ہوگا۔

**تَسْقَطُ** (مریم ع ۲) میں الف محذوف ہے۔ اور یہ بھی شمول قرأت ہے

کے لیے ہے۔

يُسْرَعُونَ (انبیاء ع ۶- مومنون ع ۴) جذذا (انبیاء ع ۵)

وَحَرَمٌ (انبیاء ع ۷) ان تمام میں حذف الف ہے۔ پہلے دو کلمات میں

حذف الف برائے اختصار ہے یا در ہے کہ جذذا میں پہلی ذال کے بعد والا الف کا محذوف ہونا مراد ہے۔ دوسرے ذال کے بعد والا الف نون تونین کا ہے۔ جبکہ وَحَرَمٌ میں حذف الف شمول قرآءت کے لیے ہے۔

قُلْ رَبِّي (انبیاء ع ۱) قُلْ رَبِّ احکم (انبیاء ع ۷) اور قُلْ أَوْلُوا

جَنَّتْكُمْ (زخرف ع ۲) سب میں الف محذوف ہے۔

نوٹ: پاکستانی مصاحف میں سورۃ الانبیاء والا قَالَ محذوف الف مرسوم ہے۔

بہتر تھا کہ مصحف کوئی کے مطابق باثبات الف لکھا جاتا کیونکہ کوفین میں صرف

شعبہ نے صیغہ امر قُلْ سے پڑھا ہے بقایا سب قَالَ پڑھتے ہیں۔ سعودیہ کے

مطبوعہ مصاحف میں قَالَ باثبات الف مرسوم ہے۔ (قول مفید الشیخ المقرئ

اظہار احمد التھانویؒ فی ایضاح التماسد شرح راسیہ) ان تینوں مواقع پر حذف الف

شمول قرآءت کے واسطے ہے۔

أَوْلَمْ يَرِ الَّذِينَ (انبیاء ع ۳) کی مصحف میں حذف واؤ سے یعنی أَلَمْ

يَرِ الَّذِينَ مرسوم ہے۔

مَعْجِزِينَ (حج ع ۷- سبأ ع ۱- ع ۵) يُقْتَلُونَ (حج ع ۶) میں الف محذوف

ہے۔ اول کلمہ میں تو حذف الف شمول قرآءت کے لیے ہے اور دوسرے کلمہ

میں اختصار کے لیے ہے۔

يُدْفِعُ (حج ع ۵) کے الف میں خلف ہے۔

مکی اور بصرین نے يَدْفَعُ اور باقین نے يُدْفِعُ پڑھا ہے۔

سَمِرًا (مومنون ع ۴) عِظْمًا اور الْعِظَمَ (ع ۱) میں حذف الف ہے۔

قُلْ كَمْ اور قُلْ اِنْ لَبِثْتُمْ (ع ۶ مومنون) کوئی مصاحف میں حذف الف سے ہے۔ سَمِرًا میں حذف الف اختصار کے لیے ہے اور عِظْمًا اور الْعِظَمَ میں شمول قرآت کے لیے ہے۔

قُلْ كَمْ اور قُلْ اِنْ میں دیگر مصاحف میں رسم بالالف ہے اول کو مکی۔

حزہ اور کسائی نے قُلْ اور باقین نے قَالَ پڑھا ہے اور ثانی کو حزہ اور کسائی نے قُلْ اور باقین نے قَالَ پڑھا ہے۔

البتہ بَلِ ادْرِكْ میں دال کے بعد والالف شمول قرآت کی وجہ سے حذف

کیا گیا ہے کیونکہ اس میں ایک قرآت ادْرِكْ بھی ہے۔

سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ کے آخری دو کلمات میں بصری مصحف میں الف کے

اضافے سے سَيَقُولُونَ اللّٰهِ ہے۔ اول کلمے میں تمام مصاحف کا حذف الف پر

اجماع ہے۔

فِيهَا سِرَاجًا میں حذف الف میں خلف ہے۔ اور یہ حذف شمول قرآت

کے لیے ہے۔ ذُرِّيَّتَنَا (فرقان ع ۶) نیز ذُرِّيَّتْ کے ہر کلمے میں جو سورہ

فرقان کے بعد آخر قرآن تک آئے ہیں۔ (یس ع ۳۔ عاقر۔ طور ع ۱) سب میں

حذف الف ہے۔ اور یہ حذف شمول قرآت کے لیے ہے۔

نُزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ (فرقان ع ۳) مکی مصحف میں دو نون کے ساتھ نُزِّلُ

المَلِكَةَ ہے۔

حَذِرُونَ (شعراء ع ۴) فَرِهَيْنِ (شعراء ع ۸) دونوں کلمات میں حذف الف ہے۔ اور یہ حذف شمول قرآات کے لیے ہے۔

وَتَوَكَّلْ (شعراء ع ۱۱) شامی اور مدنی مصحف میں واؤ کے بجائے فاء سے فَتَوَكَّلْ ہے۔

أَوْلِيَاءَ يَنِينِي (نمل ع ۲) مکی مصحف میں دونوں سے مرسوم ہے۔ یعنی أَوْلِيَاءَ يَنِينِي۔

أَيْتُنَا (نمل ع ۱) طَيْرُكُمْ (نمل ع ۴) بَلِ ادْرُكْ (نمل ع ۵) تینوں کلمات حذف الف سے ہیں۔ ایتُنَا میں حذف الف قیاس رسی کے مطابق ہے جمع مونث سالم کا الف نہیں لکھا جاتا۔ لہذا یہ حذف اختصار کے لیے ہے۔ اسی طرح طَيْرُكُمْ میں بھی حذف الف اختصار کے لیے ہے۔ البتہ بَلِ ادْرُكْ میں وال کے بعد والا شمول قرآات کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے کیونکہ اس میں ایک قرآات ادْرُكْ بھی ہے۔

وَ آبَاؤُنَا إِنَّا (نمل ع ۶) کو شامی مصحف میں إِنَّا لکھا گیا ہے۔

بِهَدْيِ الْعُمِّي (نمل ع ۶- روم ع ۵) فَظَيْرَةٌ (نمل ع ۳) سَحِيرَانِ (قصص ع ۵) حذف الف میں خلف ہے۔ تینوں کلمات میں قرآات کا اختلاف ہے النمل اور الروم میں امام حمزہ نے تَهْدِي الْعُمِّي اور باقیں نے بَهَادِي الْعُمِّي پڑھا ہے۔

فَرِحْنَا (قصص ع ۱) میں الف کا حذف ہے۔ اور یہ حذف الف جو فاء کے



ہے اختصار کے واسطے ہے۔

وَقَالَ مُوسَى (قصص ع ۴) میں مکی مصحف حذف واو سے قَالَ مُوسَى روایت کرتا ہے۔

عَلَيْهِ آيَةٌ (عنکبوت ع ۵) میں الف کا حذف قیاسی ہے۔ کیونکہ قرأت کا اختلاف ہے لہذا یہ حذف شمول قرأت کے لیے مانا جائے گا۔

وَفَصْلُهُ (لقمان ع ۱۲ احقاف ع ۲) میں حذف الف ہے۔ اور یہ حذف شمول قرأت کے واسطے ہے۔

تُصْعِرُ (لقمان ع ۲) حذف الف سے ہے۔ اور یہ حذف شمول قرأت کے واسطے ہے۔

تُظْهِرُونَ (احزاب ع ۱) میں حذف الف ہے۔ اور یہ حذف شمول قرأت کے واسطے ہے۔

يَسْأَلُونَ (احزاب ع ۲) کے حذف الف میں خلف ہے۔

يَسْأَلُونَ کارسم دو طرح ملتا ہے۔

(۱) يَسْأَلُونَ (۲) يَسْئَلُونَ

یعنی اثبات الف اور حذف الف۔ یہ اختلاف رسم بھی شمول کے لیے ہے۔

اثبات الف خلاف قیاسی ہے کیونکہ قیاس یہ ہے کہ ہمزه متحرکہ بعد حرف صحیح

ساکن محذوف الشکل ہوتا ہے اسے روئیس نے يَسَاءَ لُونَ اور باقیں نے

يَسْئَلُونَ پڑھا ہے۔ واضح رہے کہ يَسْئَلُونَ پر امام حمزہ کے لیے وقف قیاسی

یہ ہوگا کہ نقل حرکت سے يَسْئَلُونَ پڑھا جائے اور جائز ہے کہ تخفیف رسمی

کے مطابق ہمزہ کا ابدال بالالف ہو یعنی یَسْأَلُونَ - بطور نکتہ یہ بھی توجیہ ہو سکتی ہے کہ اس جگہ ہمزہ کو بصورت الف بہ نیت تخفیف رسی لکھا گیا ہے۔ (قال الشيخ اظہار احمد التھانوی)

عَلِمُ الْغَيْبِ (سباغ ۱) میں حذف الف ہے۔ اور یہ حذف شمول قرآءت کے واسطے ہے۔

بُعِدُ (سباغ ۲) میں حذف الف ہے۔ اور یہ حذف شمول قرآءت کے واسطے ہے۔

مَسْكِينِهِمْ (سباغ ۲) نُجْزِي (سباغ ۲) بِقَلْبٍ (یس ع ۵) احقاف (۴ ع) تینوں کلمات حذف الف سے ہیں۔ اور یہ حذف شمول قرآءت کے واسطے ہے۔

وَمَا عَمِلَتْ (یس ع ۳) کوئی مصاحف کی رسم ہے اور بقایا مصاحف میں وَمَا عَمِلَتْهُ مرسوم ہے۔

فَكِهَيْنَ (دخان - طور ع ۱ - تطفیف) فَكِهُونُ (یس ع ۴) حذف الف میں خلف ہے۔ یہاں حذف الف بہتر ہے اور یہ شمول قرآءت کے لیے ہے۔

أَثَرِهِمْ (صافات ع ۲) میں حذف الف ہے جبکہ (یس ع ۱) والے میں خلف ہے۔

نافع سے اجماعی رسم نقل کیا گیا ہے کہ أَثَرِهِمْ میں الف محذوف ہے علامہ دانی نے مقنع میں صافات والے کو صرف محذوف قرار دیا ہے۔ مگر دلیل الحیران شرح مورد الظمان میں ہے کہ (الحدید - المائدہ - یس - اور صافات) تمام

مواقع میں الف محذوف ہے۔ البتہ یہ فرق ضرور ہے کہ صفات والے میں الف کا حذف اجماعی ہے اور باقی میں راجح ہے۔

اس میں قرآت کا اختلاف تو نہیں لہذا کہا جائے گا کہ یہ حذف الف برائے اختصار ہے۔

## سورة ص تا آخر قرآن

كَلِذِبْ (زمر ع ۱) عِبْدَهُ (زمر ع ۴) میں اول کلمہ اجماعاً حذف الف سے ہے اور یہ حذف الف اختصار کے لیے ہے۔ اور ثانی میں حذف الف میں خلف ہے۔ اور یہ رسم کا اختلاف شمول قرآت کے لیے ہے۔

تَأْمُرُونِي (زمر ع ۶) شامی مصحف میں دونوں سے یعنی تَأْمُرُونِي مرسوم ہے۔

أَشَدَّ مِنْهُمْ (مومن ع ۳) شامی مصحف میں أَشَدَّ مِنْكُمْ ہے۔

دِينِكُمْ أَوْ أَنْ كُونِي مصحف کا رسم ہے باقی مصاحف میں دِينِكُمْ وَأَنْ ہے۔

كَلِمَتُ (يونس ع ۴-۱۰) بِكَلِمَتِ (تحریم ع ۲) كَلِمَتُ (مومن ع ۱) یہ چاروں مواقع پر حذف الف سے مرسوم ہے۔ اور یہ حذف الف شمول قرآت کے لیے ہے۔

السَّمَوَاتِ، السَّمَوَاتِ کے دونوں کلمات میں دونوں الف محذوف ہیں۔ یہ حذف الفات رسم قرآنی کے قیاس کے مطابق ہیں یعنی یہ کہ جمع مونث سالم کا

الف یا الفین محذوف ہوتے ہیں۔ البتہ اختلاف قرآءات والے الفاظ میں شمول قرآءات کا پہلو بھی ہوتا ہے۔

مگر سورہ فصلت کے سَمَوَاتِ میں کے دو الفوں میں سے دوسرا رسم میں ثابت ہے۔

اسی طرح ثَمَرَاتِ (فصلت ع ۶) میں بھی حذف الف ہے۔ اور یہ حذف الف شمول قرآءات کے لیے ہے۔

أَسْوَرَّةً (زخرف ع ۵) میں حذف الف ہے۔ اور یہ حذف الف شمول قرآءات کے لیے ہے۔

فَبِمَا كَسَبَتْ (شوری ع ۴) مدنی اور شامی مصاحف میں فاء کے بغیر بِمَا كَسَبَتْ ہے۔

تَشْتَهِي الْأَنْفُسُ (زخرف ع ۷) مدنی اور شامی مصاحف میں ہاء کی زیادتی سے لَيْعْنِ تَشْتَهِيهِ مرسوم ہے۔

يُعْبَادِ لَّا بھی مدنی اور شامی مصاحف میں ياء کی زیادتی سے يُعْبَادِي لَّا مرسوم ہے۔

www.KitaboSunnat.com

عِبْدُ الرَّحْمَنِ (زخرف ع ۶) میں حذف الف پر اجماع ہے تاکہ عِنْدَ الرَّحْمَنِ والی قرآءہ بھی شامل ہو سکے۔ جو کہ نافع۔ ابو جعفر۔ سکی۔ شامی اور یعقوب کی قرآءات ہے۔

إِحْسَانًا (احقاف ع ۲) کوئی مصاحف میں حا قبل اور سین کے بعد الف مرسوم ہے اور باقی مصاحف میں حُسْنًا ہے دونوں الفات کے حذف سے۔

بِقَدْرِ (احقاف ع ۴) اَثْرَةَ (احقاف ع ۱) عَهْدَ (تحناع ۱)  
خَشِيْعًا (قرع ۱) ان چار کلمات میں اول الذکر تین میں حذف الف پر  
اجماع ہے اور چوتھے کلمہ میں الف کے حذف پر خلف ہے۔

بِقَدْرِ میں حذف الف شمول قرآت کے لیے ہے۔ عَهْدَ میں حذف  
الف اختصار کے لیے ہے ایسے ہی اَثْرَةَ میں بھی حذف الف اختصار کے لیے ہے  
اور خَشِيْعًا میں حذف الف شمول قرآت کے لیے ہے۔

ذَا الْعَصْفِ (رحمن ع ۱) شامی مصحف کا رسم ہے باقی مصاحف میں  
ذُو الْعَصْفِ ہے۔

ایسے ہی ذِي الْجَلَلِ (رحمن ع ۳) شامی مصحف میں بِالْوَاوِ ذُو الْجَلَلِ  
مرسوم ہے۔

ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ میں سب کے لیے بِالْوَاوِ رسم ہے۔  
تُكْذِبْنَ - بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ (واقعه ع ۳) دونوں کے الف کے حذف میں  
خلف ہے۔ تُكْذِبْنَ میں الف ثنیہ کا حذف قیاس کے مطابق ہے اور مرسوم ہونا  
قیاس کے خلاف ہے کیونکہ اصول یہ ہے کہ الف ثنیہ شعر میں اختصاراً نہیں لکھا  
جاتا۔ جبکہ بِمَوَاقِعِ میں حذف الف شمول قرآت کے لیے ہے۔

فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ شامی اور مدنی مصاحف میں هُوَ کے بغیر فَإِنَّ اللَّهَ  
الْغَنِيُّ مرسوم ہے۔

وَكُلًّا وَعَدَّ اللَّهُ فِي مِصْحَفِ شَامِي مِصْحَفِ كَارِ سَمٍ وَكُلُّ وَعَدَّ اللَّهُ حَذْفُ الْفِ  
سے ہے۔ (حدید ع ۱)

وَأَنْ تَظْهَرَ (تحريم ع ۱) أَنْ تَدْرِكَهُ (ن ع ۲) دونوں کلمات میں حذف الف ہے۔ اول الذکر میں حذف شمول قرآت کے لیے اور ثانی کلمہ میں اختصار کے لیے ہے۔

بِرَبِّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (معارج ع ۲) عَلَيْهِمْ (دھر ع ۱) وَلَا كِذْبًا (نباع ع ۲) سب میں حذف الف ہے۔ اور ان تمام کلمات میں حذف اختصار کے لیے ہے۔

قُلْ إِنَّمَا (جن ع ۲) کے لفظ قُلْ میں الف لکھنے میں اختلاف ہے۔ یعنی بعض میں قُلْ اور بعض مصاحف میں قَالَ ہے اور یہ اختلاف قرآت کی وجہ سے ہے۔

جَمَلْتُمْ (مرسلات ع ۱) کے الف اول یعنی جو میم کے بعد ہے اس میں خلف ہے اور لام کے بعد والا الف اجماعاً محذوف ہے۔  
جَمَلْتُمْ میں الف ثانی کا حذف قیاساً بھی ہے اور شمول کے لیے بھی جبکہ پہلا الف کا حذف قیاساً و اختصاراً ہے۔

جای ء (زمر ع ۷۔ الفجر) میں جیم اور یاء کے درمیان ایک الف کا اضافہ ہے۔ یہ الف کی زیادتی غیر قیاسی ہے جس کی قرآن میں متعدد مثالیں ملتی ہیں جیسے لِسَايَ و غیرہ۔

خِثْمَهُ (تسلیف) تُصَاحِبُنِي (کسف ع ۱۰) كَثِيرٌ (شوری ع ۱۔ نجم ع ۲) عِبَادِي (الفجر) سُكْرِي (حج ع ۱) ان پانچوں کلمات میں الف محذوف ہے۔  
ان پانچ کلمات میں تُصَاحِبُنِي اور عِبَادِي میں حذف الف اختصار کے

لیے ہے اور باقی تین میں شمول قرآت کے لیے ہے۔ سورہ صاد اور سورہ الفجر کے علاوہ ہر جگہ عِبَادِ كَالْفِ مَرْسُومِ ہے مثلاً يَا عِبَادِيَ لَا خَوْفَ عَلَيْكُمْ۔ سورہ صافات میں وَاذْكُرْ عِبَادَنَا اِبْرَاهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ میں مکی نے مفرد عِبْدَنَا اور باقی تین نے بالجمع پڑھا ہے۔

وَلَا يَخَافُ فِي شَامِي اور مدنی مصحف میں بالفاء فَلَا مَرْسُومِ ہے  
بِضْنَيْنِ (تکویر) بالضاد مَرْسُومِ ہے۔

اس میں بالطاء اور بالضاد دو قرآت تیں ہیں مگر مَرْسُومِ تمام مصاحف میں بالضاد ہی ہے۔ لہذا ضاد والی قرآت کا انطباق علی الرسم تحقیقی ہے اور طاء والی کا انطباق تقدیری ہے۔

اس کی توجیہ خاتمۃ القراء فی الہند حضرت شیخ العرب والعم قاری عبد الرحمن مکی الہ بادی نے یہ فرمائی ہے کہ قدیم مصاحف میں طاء اور ضاد (متوسطہ) میں کوئی زیادہ فرق نہ تھا۔ فرق تھا بھی تو دقیق قسم کا تھا کہ ضاد کا سرائی کے مقابلہ میں چھوٹا ہوتا تھا یعنی یہ صورت تھی۔

بِضْنَيْنِ (بالضاد) بِطْنَيْنِ (بالطاء) چنانچہ اتحاد میں ہے :

تمام مصاحف میں رسم ایک ہی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ضاد اور طاء میں کوئی مخالفت نہیں البتہ طاء کا سرائی سے قدرے بڑا ہوتا ہے۔

علامہ جعبری فرماتے ہیں کہ لفظ بِضْنَيْنِ میں گول دائرہ ہے جو درمیان میں واقع ہے۔ لہذا دونوں قرآتوں کو محتمل ہے۔

أَرَأَيْتَ۔ أَرَأَيْتُمْ۔ أَفَرَأَيْتَ۔ أَرَأَيْتُمْ ان تمام کلمات میں راء کے



بعد والالف محذوف ہے۔ البتہ رأیت جس میں راء سے قبل ہمزہ استفہامیہ نہ ہو تو راء کے بعد والالف مرسوم ہے۔

مِهْدًا کلمہ اَلْأَرْضِ کے بعد آئے (ط ع ۲- ز حرف- نابع ۱) ان تینوں مواقع پر الف محذوف ہے دیگر مواقع پر الف مرسوم ہے جیسے جَهَنَّمَ مِهَادٌ- وَبَنَسَ الْمِهَادُ وغیرہم۔

الظُّنُونَا- الرَّسُولَا- اَلْسَّبِيلَا (احزاب ع ۲- ع ۸) تینوں کلمات بالالف ہیں۔ ان الفات کا اضافہ برائے رعایت فواصل ہے جیسا کہ رعایت فواصل کے لیے ہاء سکتے بڑھائی جاتی ہے۔

ثَمُوذًا (ہود ع ۲- نجم ع ۳- فرقان- عنکبوت ع ۴) تمام ان مواقع پر وال کے بعد الف مرسوم ہے۔

ثَمُوذًا کے مذکورہ چاروں مواقع میں حفص، یعقوب اور حمزہ بغیر تینوں غیر منصرف پڑھتے ہیں اور بلا الف وقف کرتے ہیں جبکہ ابو بکر شعبہ نے ایسے صرف سورہ النجم میں پڑھا ہے جبکہ باقیں چاروں مواقع پر تینوں کے ساتھ منصرف پڑھتے ہیں وقتاً و صلماً۔

سَلْسِلًا - قَوَارِيرًا (دو مواقع پر) ان تینوں مقامات پر الف مرسوم ہے۔ سَلًا سِلًا میں دوسرے لام کے بعد اور دوسرے قَوَارِيرًا میں دوسری راء کے بعد الف کے لکھے جانے میں اختلاف ہے۔ ہمارے یہاں تمام مصاحف میں دونوں الف سے ہیں۔

سَلًا سِلًا میں تمام قرآنوں میں دوسرے لام کے بعد الف ثابت ہے۔

لیکن نصیر کی ایک روایت پر نیز سخاوی کی تصریح کی رو سے شامی میں حذف ہے اور دوسرے قَوَارِیْرَ میں مدنی، کوفی اور شامی کے یہاں بالافتاق اور مکی اور بصری مصاحف میں صرف ایک قول پر الف ثابت ہے۔

جب کہ مصحف امام میں یہ الف محذوف ہے مگر نصیر کی روایت کے مطابق مصحف امام میں دوسرے قَوَارِیْرَ میں یہ الف موجود تھا مگر اسے کسی نے مٹا دیا۔

پہلے قَوَارِیْرَ میں دوسری راء کے بعد بالافتاق الف مرسوم ہے اور سَلَا سِلَا میں پہلے لام کے بعد والا الف بالافتاق محذوف ہے اور دونوں قَوَارِیْرَ میں واؤ کے بعد والا الف بالافتاق مرسوم ہے۔

## اختلاف سَلَا سِلَا فی الوصل والوقف

| قراء                                 | فی الوصل   | فی الوقف |
|--------------------------------------|------------|----------|
| نافع، ابو جعفر، ہشام، شعبہ اور کسائی | بالتنوين   | بالالف   |
| بزی، ابن ذکوان اور حفص               | بغير تنوين | خلف -    |
| قنبل، حمزہ، رويس اور امام خلف        | بغير تنوين | بغير الف |
| بصری اور روح                         | بغير تنوين | بالالف   |

خلف کی تفصیل اس طرح ہے :

پہلی وجہ پر یہ حضرات، بصری اور روح کے مطابق ہیں اور دوسری وجہ پر یہ حضرات، حمزہ، قنبل، خلف اور رويس کے مطابق ہیں۔

## اختلاف قَوَارِیراً (اول)

| قراء                                     | فی الوصل  | فی الوقف |
|--|-----------|----------|
| نافع، ابو جعفر، مکی، شعبہ، کسائی اور خلف | بالتوین   | بالالف   |
| بصری، شامی، حفص اور روح                  | بغیر توین | بالالف   |
| حمزہ اور روئیس                           | بغیر توین | بغیر الف |

## اختلاف قَوَارِیراً (ثانی)

| قراء                            | وصل       | وقف      |
|---------------------------------|-----------|----------|
| نافع، ابو جعفر، شعبہ اور کسائی  | بالتوین   | بالالف   |
| مکی، بصری، ابن ذکوان، حفص، حمزہ | بغیر توین | بغیر الف |
| امام خلف اور روئیس              |           |          |
| ہشام                            | بغیر توین | بالالف   |

دونوں قَوَارِیراً کے آخر میں راء کے بعد ایک الف زائدہ مرسوم ہے۔ ان کا قاعدہ یہ ہے کہ روایت حفص میں وصلاً تو دونوں میں الف نہیں پڑھا جاتا اور وقتاً اول میں الف پڑھا جاتا ہے ثانی میں نہیں پڑھا جاتا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ دوسری جگہ تو کسی حال میں الف نہیں پڑھا جاتا۔ اس دوسرے قَوَارِیراً میں الف زائدہ اس لیے لکھتے ہیں کہ یہ رسم توین والی قرأت کو بھی شامل ہو جائے اور اس میں وقتاً الف نہ پڑھنے کی حقیقی وجہ تین ہیں :

- (۱) روایت و نقل کی اتباع
- (۲) تنوین اور ترک تنوین والی دونوں قرآءتوں میں فرق کرنا
- (۳) کلمہ کی اصل ہیئت صیغہ اور حالت عربیہ کا اعتبار کرنا اور پہلی جگہ اگر وقف کرو تو الف پڑھا جائے گا اور وقف نہ کرو تو نہیں پڑھا جائے گا کیونکہ یہ ان کلمات میں سے ہے جن پر وقف رسم کے مطابق ہوتا ہے۔

اور اس پہلے قَوَائِدِیْنِ اَمِیْنِ الف زائد اس لیے لکھتے ہیں کہ تنوین والی قرآءت کو بھی شامل ہو جائے اور وقف الف کے ثابت رکھنے کی توجیہ فواصل (یعنی تَذَلِیْلًا تَقْدِیْرًا) کی رعایت ہے اور چونکہ زیادہ عادت یہ ہے کہ پہلی جگہ وقف کرتے ہیں کیونکہ یہاں آیت ہے اور آیت کو وقف کے لیے سب سے بہتر موقع سمجھا گیا ہے اور دوسری جگہ وقف نہیں کرتے کیونکہ یہاں وقف کی علامات میں سے کوئی معتبر علامت نہیں ہے اس لیے اس صورت میں پہلی جگہ اتباعاً لل رسم الف پڑھو اور دوسری جگہ اتباعاً لل اصل الف مت پڑھو۔ (بشکر یہ ایضاً المقاصد)

لَوْلُوْاْ بَعْضُ مَوَاقِعٍ پَر تَوَاوَاْءَ كَعْبَدِ الْفِ هِیْ اَوْر بَعْضُ مَوَاقِعٍ پَر نِهْیِیْ  
لَفْظ لَوْلُوْاْ قُرْآنِ مِیْنِ كَلِّ چھ جگہ آیا ہے۔

- (۱) لَوْلُوْاْ مَكْنُوْنَ (الطور ع ۱)
- (۲) یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّوْلُوْاْ وَ الْمَرْجَانُ (الرحمن ع ۱)
- (۳) كَاَمْثَالِ اللُّوْلُوْاْ الْمَكْنُوْنَ (الواقعه ع ۱)
- (۴) اِذَا رَاَیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لَوْلُوْاْ مَنشُورًا (الدهر ع ۱)

(۵) مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَ لُؤْلُؤًا (المجموع ۳)

(۶) مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَ لُؤْلُؤًا (الفاطر ۴)

پہلے تین میں الف مرسوم نہیں؛ دلیل الحیر ان میں ہے کہ شیخین (علامہ دائی و علامہ شاطبی) کے نزدیک مرفوع و مجرور میں الف کی زیادتی نہیں ہے گو بعض نے ان میں بھی الف زیادہ کیا ہے آخری تین میں سے سورہ الدھر اور سورہ الحج والے کے آخر میں الف مرسوم ہے اور الفاطر والے میں مختلف فیہ ہے۔ (بشکر یہ

ایضاح المقاصد)

لَا تَأْمَنَّا میں ایک نون کو حذف کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق علامہ شاطبی حزر الامانی میں فرماتے ہیں کہ اصل میں یہ لَا تَأْمَنَّا ہے دونوں سے جن میں سے پہلا نون مضموم اور دوسرا مفتوح ہے اور لانا فیہ ہے سوا اس میں محض ادغام اور محض اظہار جائز نہیں بلکہ دو جوہ ہیں ایک ادغام مع الاشمام، ثانی اظہار مع الروم۔ امام ابو جعفر مدنی کے لیے خالص ادغام و تشدید ہے۔

# ضیاء البرہان فی رسم القرآن

تالیف

استاذ القراء حضرت مولانا قاری  
ابن ضیاء محب الدین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح و تبویب

قاری نجم الصبیح التھانوی

قرآنت الکیڈمی (R)

28 - الفضل مارکیٹ 17 - اُردو بازار لاہور

Ph.: 042 - 7122423

Mob: 0300-4785910



## ضیاء البرہان فی رسم القرآن

### ﴿خط کے معنی﴾

خط کے معنی ہیں کلمہ کو اس کے ان حروف ہجا سے لکھنا جو اس پر وقف کرنے اور اس سے ابتداء کرنے کے وقت پائے جاتے ہیں۔

### ﴿رسم الخط کے معنی﴾

رسم الخط کے معنی ہیں قرآنی کلمات کو حذف و زیادت وصل و قطع کی پابندی کے ساتھ اس شکل پر لکھنا جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور جو تو اتر کے ساتھ نبی ﷺ سے منقول ہے۔ پس محققین کی رائے پر قرآن کے خط میں تبدیلی درست ہے یعنی خط نسخ و عربی کے بجائے خط نستعلیق اردو اور فارسی خط میں بھی لکھ سکتے ہیں گو اولی یہی ہے کہ قرآن کو بلکہ دوسری عربی عبارتوں کو بھی عربی ہی خط میں لکھا جائے کیونکہ بعض علماء کے قول پر تو قرآن کو عربی کے سوا دوسرے خط میں لکھنا بالکل ناجائز ہے۔

چنانچہ اتقان میں ہے کہ علامہ زرکشی فرماتے ہیں کہ کیا قرآن کو غیر عربی خط میں لکھنا درست ہے مجھے اس بارہ میں کسی عالم کی کوئی عبارت نہیں ملی لیکن اس کی گنجائش ہے کہ اس کو جائز قرار دیا جائے کیونکہ پڑھنے والے تو اس کو خوبصورت اور درست کر کے عربی ہی میں پڑھیں گے گو قریب تر یہی ہے کہ اگر اسے منع کیا جائے چنانچہ عربی کے سوا دوسری زبان میں قرآن کا پڑھنا بھی حرام ہے اور اس لیے بھی کہ عرب قلم کی بابت یہ کہتے ہیں کہ وہ دو زبانوں میں سے ایک زبان ہے کیونکہ جس لرح انسان زبان سے مقصود کو ظاہر کرتا ہے اسی طرح قلم کے ذریعہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے اور عرب عربی کے سوا کسی اور خط سے واقف نہیں تھے اور قرآن کے بارہ میں حق تعالیٰ نے

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ فرمایا ہے۔



## ﴿خط اور رسم الخط میں فرق﴾

لیکن رسم الخط میں تبدیلی قطعاً ناجائز ہے اور خط اور رسم الخط میں فرق کرنے کے لیے ان مثالوں میں غور کیجئے مثلاً الْعَلَمِينَ، الرَّحْمَنِ، مَلِكٍ، مُسْلِمَةٍ، مُؤْمِنَةٍ، قِنْتِ، عِبَادٍ، الصَّلَاتِ، هَؤُلَاءِ، مِنْ نَبَائِ الْمُرْسَلِينَ وغیرہ یہ دس کلمات ہیں ان کا موجودہ خط تو رسم عثمانی کے موافق ہے کیونکہ ان میں الف لکھا ہوا نہیں ہے پس ان میں خط اور رسم الخط دونوں ہیں اور اگر ان کو اس طرح لکھیں الْعَالَمِينَ، الرَّحْمَانِ، مَالِكٍ، مُسْلِمَاتٍ، مُؤْمِنَاتٍ، قَانِتَاتٍ، عَابِدَاتٍ، هَآلَآءِ، مِنْ نَبَآءِ الْمُرْسَلِينَ تو ان کی یہ کتابت گو تلفظ کے موافق ہے لیکن رسم عثمانی کے بالکل خلاف ہے کیونکہ ان سب میں الف لکھا ہوا ہے پس یہاں خط تو ہے لیکن رسم الخط نہیں۔

اسی طرح اگر ان الفاظ کو خط نسخ (عربی) کے بجائے خط نستعلیق اردو میں لکھیں تب بھی دو صورتیں ہوں گی یعنی حروف میں کمی بیشی پہلی صورت یہ کہ حروف میں کمی بیشی نہ ہو تو ایسی صورت میں خط کے بدل جانے کے باوجود بھی رسم عثمانی کے موافق کہلائیں گے اور اگر حروف میں کمی بیشی ہو جائے گی تو پھر رسم کے خلاف ہوں گے خط بدلے یا نہ بدلے اور اس سے یہ بھی نکل آیا کہ قرآن کا ہندی کے خط میں لکھنا بالکل ناجائز اور حرام ہے کیونکہ ہندی میں بہت سے عربی حروف نہیں آتے پس وہ خط میں سے معدوم رہیں گے۔

﴿فائدہ﴾ خط کی بارہ قسمیں ہیں۔

(۱) معقلی یہ اور لیس علیہ السلام کی ایجاد ہے۔

(۲) قیراموزی قرآن سب سے پہلے مکہ میں لکھا گیا اور وہ اسی خط میں تھا۔

(۳) حیری اس پر دوسری بار مدینہ میں لکھا گیا اور اس کو حیری اس لیے کہتے ہیں کہ جنگوں میں

جو قیدی آئے تھے ان کو اس شرط پر رہا کیا گیا تھا کہ ان میں سے ہر شخص مہاجرین کو لکھنا سکھا

منہج دلائل و برہان میں سے مرین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہو گیا اور ان قیدیوں سے پوچھا گیا کہ تم نے یہ خط کہاں سے سیکھا ہے تو کہا انبار والوں سے چنانچہ علامہ دائی نے مفتح میں اس روایت کو اسی طرح بیان کیا ہے۔

(۴) کوئی اس پر قرآن تیسری بار ۱۶۰ھ میں لکھا گیا۔

(۵) نسخ (۶) ثلث (۷) ریحان (۸) تویق (۹) محقق (۱۰) رقاہ۔

یہ چھوں خط ابن مقلہ نے معقلی اور کوئی میں تصرف کر کے ۳۱۰ھ میں نکالے ہیں اور ان میں سے نسخ پر قرآن چوتھی بار ۳۱۸ھ میں لکھا گیا پس قرآن کے یہ چار دور ہیں۔ قیرا موزی، حیری، کوئی، نسخ اور اب نسخ ہی میں لکھنے پر بعض نے امت کا اجماع بتایا ہے۔

(۱۱) تعلیق اس کو خوش نویسیوں نے تویق و رقاہ میں تصرف کر کے نکالا ہے۔

(۱۲) نستعلیق یہ ماوراء النہر کے شہروں میں خواجہ میر علی تبریزی کی ایجاد سے ظاہر ہوا ہے جس کو انہوں نے تعلیق و نسخ سے بنایا ہے پس نستعلیق مرکب امتزاجی ہے جو اصل میں نسخ و تعلیق تھا استعمال کی کثرت کی بناء پر خاء اور واؤ کو حذف کر کے نستعلیق بنا لیا۔

چنانچہ ان میں سے پانچ تا گیارہ کی تفصیل ان اشعار میں مذکور ہے۔

ابن مقلہ وضع کردایں شش خط از خط عرب

ثلث و ریحان و محقق، نسخ و تویق و رقاہ

ابن مقلہ نے عرب کے خط (معقلی اور کوئی) سے یہ چھ خط نکالے ہیں۔

بعد ازاں از خط تویق و رقاہ اہل عجم

ہفتمی خط دگر تعلیق کردند اختراع

اس کے بعد عجمیوں نے خط تویق و رقاہ سے ایک اور ساتواں خط تعلیق نکال لیا

اور ان ساتوں کے مجموعہ کو ہفت قلم اور ہفت خط بھی کہتے ہیں۔ اور خط کی قسموں کی پوری تفصیل خوشنویسی کی کتابوں میں ملے گی۔

قرآن کی کتابت کے مذکورہ بالا چار ادوار میں خط میں تو تبدیلی ہوئی لیکن رسم الخط میں کوئی

فرق نہیں آیا۔ پہلے بارہ خطوں میں سے ایک تادم سب عربی خط ہیں۔

## ﴿قرآن کا رسم توقیفی ہے﴾

قرآن کی رسم توقیفی ہے جو نبی ﷺ کی بتائی ہوئی ہے اس میں کسی کی رائے کے دخل کی ذرا بھی گنجائش نہیں قرآن سب سے پہلے صحابہ کے دور میں نہیں بلکہ نبی ﷺ کے دور میں آپ ﷺ کے حکم سے لکھا گیا جب کوئی آیت یا سورت نازل ہوتی تھی تو آپ ﷺ وحی کے کاتبین کو بلا کر اسے لکھوا دیتے تھے یہ نبی ﷺ کا روشن معجزہ ہے کہ آپ ﷺ نے کسی سے پڑھنا اور لکھنا نہیں سیکھا لیکن اس پر بھی جس طرح صحابہ کو قرآن کا پڑھنا سکھایا اسی طرح اس کے لکھنے کے طریق بھی بتائے۔

چنانچہ ملا علی قاری "قصیدہ رائیہ کے شعر ۶۴ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے وحی کے ایک کاتب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ دوات کا منہ کھلا رکھو تا کہ تنگی کے سبب دقت نہ ہو اور قلم پر تر چھا قلم لگاؤ اور بسم اللہ کی باء کو خوب بڑی لکھو اور سین کے دندانون کو بھی واضح کرو اور میم کی آنکھ کو خراب نہ کرو اور اللہ کو خوبصورت لکھو اور رحمن کو یعنی اس کے نون کو دراز کرو اور آل کو حیم کو بھی عمدگی سے لکھو (تا کہ حق تعالیٰ کے اسم گرامی اور ان کی صفات کی شان خوب ظاہر ہو) (الدلیلی ص ۳۱۳۔ کنز العمال ج ۱۰۔ الدر المنثور ص ۱۰ ج ۱۔ الشفاء للقاضی عیاض)

## ﴿کاتبان وحی﴾

صحابہ میں سے وحی کے لکھنے والے بعض حضرات یہ تھے:

- (۱) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (۲) علی رضی اللہ عنہ (۳) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (۴) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
- (۵) ابان بن سعید رضی اللہ عنہ (۶) خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ (۷) معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ
- (۸) العلاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ (۹) حنظلہ بن الربیع رضی اللہ عنہ۔ اور اس سے واضح ہے کہ قرآن نبی ﷺ کے زمانہ میں بھی لکھا گیا تھا صرف اتنی بات ہے کہ اس وقت مختلف چیزوں پر تھا کتاب کی شکل میں یا ایک جلد میں نہیں تھا۔

## ﴿رسم توقیفی کا حکم﴾

اور جب رسم توقیفی ہے تو قرآن کا اس کے موافق لکھنا واجب اور اس کے خلاف لکھنا حرام ہے اور وَمَا كُنْتُمْ تَلُوْنَ اَنْكَبُوتِ ع ۵ میں تلاوت اور کتابت کی نفی وحی سے پہلے زمانہ کے ساتھ مقید ہے یعنی نزول وحی سے پہلے نہ تو آپ ﷺ تلاوت فرماتے تھے اور نہ کتابت سے ہی واقف تھے باقی وحی کے بعد جس طرح آپ ﷺ تلاوت فرماتے تھے اسی طرح کتابت کا علم بھی بخوبی اور کامل ترین طریق پر رکھتے تھے اور اِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ حجر ع ۱ میں جو حفاظت کا وعدہ ہے وہ بھی عام ہے جو الفاظ و معانی اور رسم تینوں کو شامل ہے اور حق تعالیٰ نے تینوں ہی کی حفاظت فرمائی ہے۔

## ﴿رسم کے توقیفی ہونے پر قرآن سے استدلال﴾

شرعی دلائل اس پر کہ عثمانی رسم توقیفی ہے اور اس کی پیروی واجب ہے

(۱) وَاِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ (حجر ع ۱) اس میں حق تعالیٰ نے قرآن حکیم کی حفاظت کا وعدہ بھی فرمایا ہے اور اس وعدہ کو تین تاکیدوں (اِنَّ اور جملہ اسمیہ اور لام) کے ذریعہ مؤکد اور پختہ بھی کر دیا ہے اور حق تعالیٰ کی خبر کا صادق ہونا واجب اور غلط ہونا محال ہے اور وہ ماضی اور حال کی طرح مستقبل میں بھی واجب اور جائز اور محال تینوں قسم کی چیزوں کو ان کی واقعی حالت کے موافق جانتے ہیں۔

پس ان کو معلوم تھا کہ قرآن کے حفاظ رَحْمَتُ اور نِعْمَتُ اور سُنَّتُ وغیرہ کو خاص (یعنی دراز تا والے) موقعوں میں عربی کے مشہور قاعدہ کے موافق وقفاً تاء سے پڑھیں گے نیز يُوْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ نساء ع ۲۱ میں ياء کے بغیر تاء کے سکون سے اور وَيَدْعُ الْاِنْسَانَ اسراء ع ۲ اور وَيَمْحُ اللّٰهُ شُرَيْحَةَ ۳ اور سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۴ علق اور وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ تحریم ع ۱ میں وَاو کے بغیر عین اور حائے ساکنہ پر وقف کریں گے اور ان میں قرآن کے لکھنے

والے صحابہ بھی شامل ہوں گے پس رَحْمَتْ - سُنْتُ - نِعْمَتْ میں رسم کے موافق وقفاً تاء پڑھیں گے اور یُوت سے سَنْدُع تک کے چار کلمات میں کسی جازم کے بغیر اور وَصَالِحُ میں قیاسی سبب کے بغیر یا ء اور واؤ کو حذف کر دیں گے۔

﴿خلاصہ﴾ یہ کہ جب ان کلمات پر وقف کا طریقہ سکھانے اور سمجھانے کی اور امتحان کی غرض سے وقف کریں گے تو اس طرح تاء سے اور یا ء اور واؤ کے بغیر کریں گے پس اگر رسم توقیفی اور نبی ﷺ کو حضرت جبریل علیہ السلام کی سکھائی ہوئی نہ ہو تو لازم آئے گا کہ حق تعالیٰ نے تو ان کلمات کو قیاس کے موافق ہاء اور یا ء اور واؤ ہی سے نازل فرمایا تھا لیکن صحابہ نے رسم سے ناواقف ہونے کے سبب تاء سے اور یا ء اور واؤ کے بغیر لکھ دیا اور خود بھی کلمات پر اسی طرح غلط وقف کرتے رہے اور ساڑھے تیرہ سو سال کے طویل عرصہ سے امت کے تمام قراء اور حفاظ بھی اسی طرح غلط وقف کرتے چلے آ رہے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ نے جو حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے وہ عام ہے جو سورۃ آیت جملہ حرف سبب کو شامل ہے۔

پس جب ایک ایک حرف کی حفاظت کا وعدہ ہے تو یہ کہنا کیونکر صحیح ہوگا کہ صحابہ نے ان کو غلطی سے اس طرح لکھ دیا ظاہر ہے کہ اس صورت میں حق تعالیٰ کی حفاظت کا وعدہ صادق نہیں رہے گا پس رسم کو توقیفی نہ ماننے سے حق تعالیٰ کی خبر کا کاذب ہونا لازم آتا ہے اور جو چیز محال کو مستلزم ہو وہ خود محال ہوا کرتی ہے۔

پس رسم کا غیر توقیفی ہونا محال اور باطل ہے اور جب یہ باطل ہے تو اس کی نقیض ثابت ہے اور وہ یہ ہے کہ رسم توقیفی ہے جو نبی ﷺ کی بتائی ہوئی ہے اور صحابہ کی رائے کی بناء پر نہیں اور یہ منطقی دلیل بالکل واضح ہے اس میں وہی جھگڑا کر سکتا ہے جو قرآن سے بھی بے خبر ہو اور استدلال کے مقدمات سے بھی۔

(۲) قرآن کے لکھنے والے صحابہ چوالیس تھے جو نبی ﷺ کے روبرو قرآن لکھتے تھے اور یہ محال ہے کہ نبی سے خطا ہو جائے اور حق تعالیٰ ان کو اس سے آگاہ نہ فرمائیں۔

پس اگر غور سے کام نہ لینے والوں کے گمان کے موافق صحابہ نے یہ رسم اپنی سمجھ اور رائے سے محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قائم کی ہو تو چونکہ نبی ﷺ نے ان کو اس سے منع نہیں فرمایا اس لیے اس تقریر پر بھی اس رسم کا صحیح اور درست ہونا ثابت ہو گیا کیونکہ نبی ﷺ کی تقریر بھی شرعی حجت ہے اور تقریر کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ نے کسی کو کوئی کام کرتے دیکھا اور اس سے منع نہ فرمایا۔

پس آپ ﷺ کے قول و فعل کی طرح آپ ﷺ کی تقریر بھی حجت ہے اور یہ بات شریعت سے ثابت ہے کہ قرآن میں زیادت اور کمی دونوں حرام بلکہ کفر ہیں۔ پس قرآن کو اس کی رسم کے خلاف لکھنا حرام ہے اور شریعت کے احکام کی پانچ قسمیں ہیں جن میں سے ایک قسم حرمت بھی ہے۔

﴿خلاصہ﴾ نبی ﷺ کا رسم قرآن کو رسم کے مشہور طریق کے موافق ثابت رکھنا اور اس سے منع نہ فرمانا شرعی حجت ہے اور آپ ﷺ کا امی ہونا اس کے منافی نہیں کیونکہ حق تعالیٰ فرشتوں کی زبانی آپ ﷺ کو خبر دیدیتے تھے کہ یہ صحیح ہے اور یہ غلط ہے اور حضرت جبریل علیہ السلام کا آپ ﷺ کو یہ بتادینا بھی اسی قبیل سے ہے کہ وحی کے لکھنے والوں سے فرمادیتے تھے کہ وہ اس کلمہ کو اس طریق سے لکھیں گو آپ ﷺ نے انسانوں اور جنات میں سے کسی معلم سے قراءت اور کتابت نہیں سیکھی تھی اور اس سے اس کی نفی نہیں ہوتی کہ آپ ﷺ نے الہام کے یا فرشتہ کے ذریعہ پوری کتابت سیکھی ہو یا لکھنے والوں کو بتانے کے وقت سیکھ لیتے ہیں اور یہ آپ ﷺ کا مبلغ ترین معجزہ ہے۔

اور امی کے وہ معنی نہیں ہیں جو عوام اور اس زمانہ کے بعض علماء لیتے ہیں اور اس زمانہ کی حالت یہ ہے کہ اس میں چھوٹے اور بڑے علماء تو بہت ہیں لیکن قرآن کے علوم سے بالکل ناواقف ہیں ان کے خیال میں امی وہ ہے جو قراءت اور کتابت بالکل نہ جانتا ہو حتیٰ کہ نبی ﷺ کے امی نہ ہونے کے بھی یہی معنی بتاتے ہیں حالانکہ بہت سی دلیلیں اس پر قائم ہیں کہ گو نبی ﷺ اس اعتبار سے امی تھے کہ آپ ﷺ نے قراءت اور کتابت کسی انسی یا جنی معلم سے نہیں سیکھی تھی لیکن اس پر بھی آپ ﷺ کو وحی کے ذریعہ کتابت کے فن اور حروف کی صورتوں کے عارف تھے اور یہ بات بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ کو وحی لکھنے والوں کو ہدایت فرماتے تھے کہ حروف اور کلمات کو

واضح لکھیں اور ان میں عیب پیدا کرنے اور ان کو خفی لکھنے سے منع فرماتے تھے۔

## ﴿رسم کے توقیفی ہونے پر حدیث سے استدلال﴾

نبی ﷺ نے وحی کے کاتب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ دوات کو درست رکھو اور قلم پر تر چھا قطلگا والسخ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ اس سے نکل آیا کہ امی ہونے کے معنی یہی ہیں کہ آپ ﷺ نے قراءت و کتابت کسی انسان اور جن سے نہیں بلکہ الہام اور وحی سے سیکھی تھی۔

پس اعراف ع ۱۹ و ع ۲۰ میں جو آپ ﷺ کی صفات میں ہیں جو آپ کا امی ہونا بیان ہوا ہے اس سے اور وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا عَنكُبُوْت ع ۵ میں قرآن سے پہلے آپ ﷺ سے تلاوت اور کتابت کی نفی سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ کتاب سے واقف بھی نہیں تھے کیونکہ کسی شے کا جاننا اور اس پر عمل کرنا دو جدا جدا چیزیں ہیں پس عمل نہ کرنے سے یہ نہیں نکلتا کہ اس کا علم بھی نہیں ہے اور اسی طرح پہلے زمانہ میں کسی چیز سے ناواقف ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ آئندہ زمانہ میں بھی اس سے ناواقف ہی رہے۔

اگر آپ ﷺ قرآن کے نزول سے پہلے کتابت سے واقف نہیں تھے تو اس سے یہ نہیں نکلتا کہ نزول کے بعد بھی آپ ﷺ کتابت نہیں جانتے تھے کیونکہ حق تعالیٰ نے آپ ﷺ سے تلاوت اور کتابت کی مطلقاً نفی نہیں فرمائی یعنی یہ ارشاد نہیں ہوا کہ یہ دونوں چیزیں آپ ﷺ کی شان کے لائق بھی نہیں ہیں جیسا کہ یسین ع ۵ میں شعر کے بارہ میں فرمایا ہے۔

ہم نے اس مسئلہ کی تقریر کو طول اس لیے دیا ہے کہ اس میں اہل اسلام نے خلط ملط کر رکھا ہے اور علماء اور مصنفین اور عوام اور خواص سب ایک عام خط میں مبتلا ہیں جو نہ کسی معتبر دلیل سے مؤید ہے اور نہ کسی عمدہ فکر کا نتیجہ ہے اور نہ کسی صحیح بحث کی پیداوار ہے۔ پس ہمیں امید ہے کہ علماء مسلمین شیخی کے سبب گناہ اور ضد پر آمادہ نہ ہوں گے اور اس نافع تقریر میں غور فرمائیں گے جو سر تا پا خیر ہی خیر ہے۔



## ﴿ رسم کے توقیفی ہونے پر اجماع امت سے استدلال ﴾

جب فتوحات کی کثرت کے سبب اسلامی ملک وسیع ہو گیا اور قراء اور حفاظ دور دراز کے ملکوں میں پھیل گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قرآن کے متعلق اندیشہ ہوا تو آپ نے حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس سے وہ صحیفہ منگوائے جو ان کے پاس تھے اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بھی بلایا اور قریش کی ایک جماعت کو بھی ان کے ساتھ شریک کار کر دیا سو ان حضرات نے قرآن کو اسی طرح لکھا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو لکھا گیا تھا اور سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر اتفاق کیا جو شمار میں بارہ ہزار تھے اور پورا قرآن ان سب حضرات کی اجتماعی رائے سے لکھا گیا صرف لفظ **تَابُوت** کی دوسری تاء میں اختلاف ہوا کہ آیا اس کو **طَاغُوت** کی تاء کی طرح دراز لکھیں یا **تَوْدُت** کی تاء کی طرح گول لکھیں۔

اس اختلاف کی وجہ یہ ہوئی کہ صدیقی دور میں صحیفہ تیار ہونے کے بعد خلافت کے باقی زمانہ تک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے پھر فاروقی خلافت کے پورے دور میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے پھر دور عثمانی کے شروع حصہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے پس چونکہ زمانہ کافی گزر گیا تھا اس لیے اس کی تاء مٹ گئی تھی اس لیے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور قرشی جماعت کے حضرات کی رائے میں اختلاف ہو گیا اس لیے معاملہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے روبرو پیش کیا آپ کچھ دیر غور اور فکر فرماتے رہے پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور اس بارہ میں ان سے مشورہ کیا تو سب نے ایک رائے ہو کر یہ کہا کہ اس کو قریش کے لغت کے موافق **طَاغُوت** کی تاء کی طرح دراز تاء سے لکھنا چاہیے اور وجہ یہ بتائی کہ قرآن کا اکثر حصہ قریش ہی کے لغت میں نازل ہوا ہے۔

اوپر کے بیان سے معلوم ہو چکا ہے کہ قرآن کے کسی ایک حرف کا بدلنا بھی سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ قرآن کو اسی طریق سے لکھنا چاہیے جو عثمانی رسم کے علم میں مذکور ہے اور جس حرف میں اختلاف ہوا تھا اس کو اسی لغت کے موافق لکھا



جس میں اکثر حصہ نازل ہوا ہے اور لکھا گیا ہے کیونکہ اس کے متعلق یہ معلوم کرنا دشوار ہو گیا تھا کہ یہ نبی ﷺ کے روبرو کس طرح لکھا گیا تھا؟

اس سے یہ بھی نکل آیا کہ اگر یہ بات ثابت ہو جاتی کہ یہ نبی ﷺ کے روبرو کسی غیر قریشی لغت میں اس طرح لکھا گیا تھا تو پھر اس کا اسی طرح لکھنا ضروری قرار دیتے جس طرح آپ ﷺ کی حضوری میں لکھا گیا تھا اور پھر اس کے بارہ میں یہ نہ دیکھتے کہ ان میں سے کون سا لغت قوی ہے اور کون سا اس سے کم درجہ کا ہے اور یہ واضح دلیل ہے اس پر کہ رسم توقیفی ہے اور اس پر بھی کہ عثمانی رسم کی پیروی کے واجب ہونے اور اس کی مخالفت کے حرام ہونے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع منعقد ہو چکا ہے۔

اوپر کے بیان سے واضح ہو گیا کہ جن کلمات کی رسم انکے تلفظ کے خلاف ہے ان کو اس اندیشہ سے تلفظ کے موافق لکھنا درست نہیں کہ خلاف لکھنے کی صورت میں ناواقف لوگ طرح طرح کی غلطیوں میں مبتلا ہو جائیں گے اور موافق لکھنے کی صورت میں یہ اندیشہ نہیں رہے گا اور درست نہ ہونے کی وجہ یہی ہے کہ یہ رسم لوح محفوظ میں بھی اسی طرح ہے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتائی ہے۔ پس یہ توقیفی ہے جو حضرات تعویذات میں قرآنی آیات لکھتے ہیں ان کے لیے بھی رسم کی پابندی ضروری ہے۔

## ﴿ مصاحف عثمانیہ میں اختلاف کا سبب ﴾

﴿ سوال ﴾ مصاحف عثمانیہ میں اختلاف کیوں ہے چنانچہ کچھ کلمات تو ایسے ہیں جو بعض مصاحف میں ہیں اور بعض میں نہیں اور کچھ ایسے ہیں جو بعض میں موصول ہیں اور بعض میں مقطوع۔

﴿ جواب ﴾ اس بارہ میں علامہ دائی کی کتاب ”المقتع“ کی عبارت نقل کی جاتی ہے جو سوال اور جواب کے طور پر ہے۔

پس اگر کوئی سائل سوال کرے کہ ان زائد حروف کی رسم جو تمام قرآنوں میں مختلف ہے اس کا

سبب کیا ہے جس کی رو سے یہ ضروری قرار پا گیا تو میں یہ کہوں گا کہ ہمارے نزدیک اس کا سبب یہ ہے کہ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کیا اور اس کو ایک ہی شکل پر لکھا اور ان کی رسم قریش کے لغت کے موافق رکھی اور اس کے سوا ان دوسرے لغات پر نہیں رکھی جو غیر صحیح اور غیر ثابت ہیں تو آپ نے امت پر شفقت کی نظر فرمائی اور احتیاط سے کام لیا اور یہ بات ان کے خیال میں بھی ثابت شدہ تھی کہ یہ زائد حروف بھی اسی طرح حق تعالیٰ ہی کے یہاں سے نازل ہوئے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے گئے ہیں اور یہ بات بھی آپ کے علم میں تھی کہ ان سب حروف کے ایک قرآن میں جمع کرنے کی صرف یہی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ ان کلمات کو دو دو بار لکھا جائے اور ان کو اس طرح لکھنے سے رسم میں خلط اور تغیر ہو جائے گا پس اس سے بچنے کی غرض سے ان کلمات کو مصاحف میں متفرق کر دیا اس لیے بعض میں ان کا اثبات ہو گیا اور بعض میں حذف تا کہ امت ان کو اسی طرح محفوظ کر سکے جس طرح حق تعالیٰ کے یہاں سے نازل ہوئے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے گئے ہیں پس متعدد شہروں کے مصاحف میں ان کلمات کی رسم کے اختلاف کا سبب یہی ہے۔ خلاصہ یہ کہ بعض میں حذف اور بعض میں اثبات اور بعض میں وصل اور بعض میں فصل اس لیے رکھا کہ تمام قراءات بھی ظاہر ہو جائیں اور رسم کی مخالفت بھی لازم نہ آئے۔



قرآءت عشرہ پڑھنے والے طلباء کے لئے خوشخبری

قرآءات عشرہ

کا حامل

قرآن شریف

اس قرآن شریف میں مکمل قرآءات عشرہ کے فرشی اختلافات کو حاشیہ پر بیان کیا گیا ہے۔ نہایت دیدہ زیب اور شاندار دو رنگا طباعت کا شاہکار خوبصورت اور مضبوط گولڈن ڈائری دارجلد

ملنے کا پتہ

قرآءت اکیڈمی

28 - الفضل مارکیٹ - 17 - ایجوکیشنل زون

Ph.: 042 - 7422423

Mob: 0300-4785910

قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) کی اپنے قارئین سے

# گزارش

الحمد للہ علم تجوید و قرآءت کے فروغ کے لیے قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) کوشاں ہے ہمارا مقصد معیاری دیدہ زیب اور اعلیٰ طباعت کی حامل کتب شائقین تک پہنچانا ہے۔ اگر آپ کے شہر یا علاقے میں آپ کو ہماری کتابیں باسانی دستیاب نہیں ہو پارہی ہیں تو براہ راست بلا تکلف ہم سے بذریعہ خط یا فون رابطہ کریں۔

ہم آپ کو انشاء اللہ فوری طور پر کتب فراہم کریں گے۔

نوٹ: فہرست کتب صرف چار روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔

www.KitaboSunnat.com

قرآءت اکیڈمی<sup>®</sup>

28- الفضل مارکیٹ 17- اُردو بازار لاہور

Ph.: 042 - 7122423

0300 - 4785910



الحمد لله

علم تجوید و قرآءت کے فروغ کے لیے کوشاں

قرآءت الکیڈمی

ہماری پہچان

معیاری

ویدہ زیب

مستند اور

اعلیٰ طباعت کی حامل کتب

28- الفضل مارکیٹ 17- اُردو بازار- لاہور

فون: 7122423